تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

01

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

یکم تا 7 جمادی الثانی 1443ھ / 4 تا 10 جنوری 2022ء

اسلامی نظام کا نمونہ پیش کرنے کی ضرورت

ہر دور میں دنیا کے لیے ضرورت رہی ہے کہ ایک مکمل معاشرہ‘ ایک ملت اور ایک عالمگیر دعوت کی سطح پر اسلامی زندگی پائی جائے۔ یہ کہنا کافی اور مفید نہیں کہ صاحب‘ کتابوں کے اندر پورا اسلام موجود ہے‘ دیکھ لیجیے‘ پڑھ لیجیے! یا آپ کہیں کہ اگر آپ کو معلوم کرنا ہو کہ اللہ شناسی کیا ہوتی ہے‘ اللہ کا خوف کیا ہوتا ہے‘ اچھے اخلاق کیا ہوتے ہیں‘ تو ہم آپ کو فلاں بزرگ سے ملا دیں گے۔ اس سے دنیا ہدایت نہیں پاتی اور دنیا میں کوئی انقلاب رونما نہیں ہوتا۔ دنیا اُس وقت توجہ اور غور کرنے پر مجبور ہوتی ہے‘ جب پورے معاشرہ کی سطح پر‘ پورے تمدن کی سطح پر‘ عالمگیر اسٹیج پر (جس پر تمام دنیا کی نگاہیں پڑتی ہیں) صحیح اور مکمل اسلامی زندگی کا نمونہ پیش کیا جائے۔ قوموں اور ملکوں کی نگاہیں یہ اندازہ لگا سکیں کہ اسلام کا عقیدہ انسان کی زندگی میں یہ تبدیلی پیدا کر سکتا ہے‘ اللہ کے یہاں سے آئی ہوئی روشنی اور ہدایت کا نور اس کی زندگی کو اس طرح چمکاتا اور سنوارتا ہے‘ وہ یہ دیکھ سکیں کہ شریعت کی تعلیمات کس طرح کا معاشرہ پیدا کرتی ہیں‘ کس طرح کے اخلاق پیدا کرتی ہیں۔ جب تک یہ نہ ہو‘ اس وقت تک انسانیت کیا‘ انسانیت کا کوئی چھوٹا سا کنبہ اور عالم انسانی کا ایک چھوٹا سا گوشہ بھی اسلام کی طرف توجہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
معاشی بدحالی (10)

عمل صالح کا اعلیٰ وارفع انجام

او آئی سی اور امارت اسلامی افغانستان

امارت اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کرو!

حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ عنہا

دگرگوں ہے جہاں......

الھدیٰ (967)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

پانی کی گردش کا نظام اور ختم نبوت کی حکمت

سُوْرَۃُ الْفُرْقَان | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 50 ، 51

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾
وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾

آیت: ۵۰ ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۫﴾ ’’اور اس کو ہم نے گردش میں رکھا ہوا ہے ان کے مابین تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں‘‘

سمندر کے بخارات سے بادلوں کا بننا‘ اربوں ٹن پانی کا ہواؤں کے دوش پر ہزاروں میلوں کے فاصلے طے کر کے مختلف علاقوں میں بارش برسانا‘ ان بارشوں سے ندی نالوں اور دریاؤں کے سلسلوں کا جنم لینا‘ انسانی آبادیوں سے میلوں کی بلندیوں پر گلیشیرز کی صورت میں پانی کے کبھی نہ ختم ہونے والے ذخائر (over head tanks) کا وجود میں آنا‘ پھر گلیشیرز کا پگھل پگھل کر ایک تسلسل کے ساتھ انسانی ضرورتوں کی سیرابی کا ذریعہ بننا‘ اور اس سب کچھ کے بعد فالتو پانی کا پھر سے سمندر میں پہنچ جانا! یہ ہے پانی کی گردش (water cycle) کا عظیم الشان نظام جو قدرت کے بڑے بڑے عجائبات میں سے ہے اور زبانِ حال سے انسانی عقل و شعور کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ وہ اس کے خالق کو پہچانے اور اس پر ایمان لائے۔

﴿فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾﴾ ’’لیکن اکثر لوگ کفرانِ نعمت ہی کرتے ہیں۔‘‘

اس سب کے باوجود اکثر لوگ ناشکری ہی پر اڑے ہوئے ہیں اور اس کے سوا کوئی دوسرا طرزِ عمل اختیار کرنے سے انکاری ہیں۔

آیت: ۵۱ ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾﴾ ’’اور اگر ہم چاہتے تو ہم ہر بستی میں ایک نذیر بھیج دیتے۔‘‘

اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر بستی میں بھی پیغمبر بھیج سکتے تھے‘ لیکن عام طور پر ایک قوم کی طرف ایک پیغمبر ہی مبعوث کیا جاتا رہا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الرعد میں فرمایا گیا: ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾﴾ کہ ہر قوم کی طرف ایک پیغمبر بھیجا گیا۔ اور یہ پیغمبر ہمیشہ ایسے شہر میں مبعوث کیا جاتا تھا جو متعلقہ قوم یا علاقے کے ثقافتی‘ علمی‘ تہذیبی اور سیاسی مرکز کی حیثیت سے معروف ہوتا تھا۔

فرمانِ نبویؐ

واعظِ بے عمل

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : ((يَقُوْلُ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَاشَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ)) (متفق علیہ)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ’’قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈالا جائے گا۔ دوزخ میں اس کے پیٹ کی آنتیں (دبر سے) بہت جلد باہر نکل آئیں گی۔ وہ ان کے اردگرد اس طرح چکر لگائے گا جیسے گدھا چکی کے گرد چکر لگاتا ہے۔ دوزخی اس کے گرد جمع ہو کر پوچھیں گے، اے فلاں! یہ تیرا کیا حال ہے؟ کیا تُو (دنیا میں) ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ جواب میں کہے گا: (ہاں یہ سچ ہے) میں تمہیں نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن اس پر عمل نہ کرتا تھا۔ میں تمہیں تو برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس برائی میں مبتلا تھا (اس لیے یہ سزا بھگت رہا ہوں)۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
کیم تا 7 جمادی الثانی 1443ھ جلد 31
4 تا 10 جنوری 2022ء شمارہ 01
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل

معاشی بدحالی (10)

1885ء میں ہندوؤں کا کانگرس کے نام سے ایک سیاسی جماعت بنانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ آنے والے دور کا ایک دھندلا سا نقشہ اُن کے سامنے آ گیا تھا یعنی برصغیر کا ہندو جان گیا تھا کہ جمہوریت کا جو غلغلہ امریکہ اور یورپ میں ایک عرصہ سے سننے میں آ رہا ہے وہ یقیناً برصغیر کا رُخ بھی کرے گا۔ لہٰذا ہندوستان سے انگریز کے رخصت ہونے کے بعد پورے ہندوستان پر اُن کی حکومت دیوار پر تحریر شدہ ایک حقیقت ہے اور وہ ہندوستان جسے تاریخ میں وہ خود کبھی متحد نہیں کر سکے وہ اُنھیں پلیٹ میں رکھ کر پیش کر دیا جائے گا۔ وہاں مکمل طور پر اُن کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ لہٰذا وہ ہندو جو ہر وقت انگریز کی چاپلوسی کرتا رہتا تھا، پہلے ڈھکے چھپے اور بعد ازاں کھلم کھلا انداز میں انگریز سے ہندوستان چھوڑنے کا مطالبہ کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اگست 1942ء میں مہاتما گاندھی نے ''ہندوستان چھوڑ دو'' کے نام سے باقاعدہ ایک تحریک کا آغاز کر دیا۔ مسلمانانِ ہند بھی اگرچہ انگریزوں کو نکالنے کے حوالے سے اُن کی آواز کے ساتھ آواز ملا رہے تھے لیکن ہندوستان کے مسلمانوں کے مسائل بھی الگ طور پر سامنے رکھ رہے تھے۔

1940ء کی قراردادِ لاہور بھی منظور ہو چکی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ ہندوستان کے لیے اس وقت تک کوئی آئینی منصوبہ نہ تو قابل عمل ہوگا اور نہ مسلمانوں کو قبول ہوگا جب تک ایک دوسرے سے ملے ہوئے جغرافیائی یونٹوں کی جداگانہ علاقوں میں حد بندی نہ ہو۔ قرارداد میں مزید کہا گیا کہ اِن علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی عددی اکثریت ہے جیسے کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی علاقے، انھیں یکجا کر کے اِن میں آزاد مملکتیں قائم کی جائیں جن میں شامل یونٹوں کو خود مختاری اور حاکمیت اعلیٰ حاصل ہو۔ ہندو پریس نے اِس قرارداد لاہور کو قراردادِ پاکستان قرار دے دیا اور مسلمانوں نے بھی اب تحریک پاکستان کا آغاز کر دیا۔ 1946ء کے انتخابات میں مسلمانوں کو مسلم نشستوں پر غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی جس پر کانگرس نے مخلوط حکومت کی پیش کش کر دی۔ قائداعظم نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ فریقین اپنے اپنے مؤقف پر ڈٹ گئے تب ایک مسلم لیگی رہنما نے قائداعظم کو تجویز دی کہ آپ مخلوط حکومت پر اِس شرط پر راضی ہو جائیں کہ چاہے مسلم لیگ کو ایک ہی وزارت دی جائے لیکن یہ وزارتِ خزانہ ہو۔ کانگرس نے تجویز قبول کر لی، حکومت قائم ہو گئی لیکن حکومت چند ماہ بھی نہ چل سکی۔ اس لیے کہ مخلوط کابینہ میں مسلم لیگ کے وزیر خزانہ لیاقت علی خان کیبنٹ کے کسی منصوبے کے لیے خزانہ سے رقم دینے پر راضی نہ ہوتے تھے۔

درحقیقت ہم نے معیشت کے حوالے سے پاکستان کے داخلی مسائل بیان کرنے سے پہلے ایک ریاست اور اُس میں قائم حکومت کے لیے معیشت کی اہمیت بتانے کے لیے یہ تاریخی واقعہ درج کیا ہے۔ پاکستان کے قائم ہونے کے بعد ملک غلام محمد پہلے وزیرخزانہ مقرر ہوئے اور آج جب یہ تحریر لکھی جا رہی ہے، شوکت ترین وزیرخزانہ ہیں۔ اس دوران یعنی پون صدی میں اکتیس (31) افراد نے چالیس مرتبہ بطور وزیرخزانہ حلف اُٹھایا۔ ان وزراءخزانہ میں ایک بڑی تعداد اُن حضرات کی ہے جو عالمی مالیاتی اداروں میں اچھے عہدوں پر فائز رہے۔ اس تاریخی حقیقت کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ پاکستان کے اقتصادی ماہرین کو امریکہ اور یورپ میں کیوں اچھے عہدے آفر کیے گئے اور پھر یہ بساط کیوں بچھائی جاتی رہی کہ ان مالیاتی اداروں میں کام کرنے والے اور تربیت پانے والوں ہی کو پاکستان میں وزیرخزانہ بنایا جاتا یا وزارت خزانہ میں اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز کیا جاتا۔

درحقیقت امریکہ نے برصغیر کی تقسیم کے وقت پاکستان جیسی اسلامی نظریاتی ریاست کے قیام کی مخالفت نہ کر کے ایک تیر سے دو شکار کیے۔ کیونکہ اس سے ایک تو سوویت یونین جیسی کٹر کمیونسٹ ریاست کی بغل میں ایک مذہبی نظریاتی ریاستی قائم ہو جائے گی اور دوسرا یہ کہ اُس مذہبی ریاست کے حلیف اور دوست بننے سے وہاں اپنا اثر ورسوخ قائم کیا جا سکے اور اس کی اندرونی معاملات پر بھی نظر رکھی جا سکے۔ جیسا کہ ہم سیاسی عدم استحکام کے حوالے سے پہلے عرض کر چکے ہیں کہ امریکہ کو اُس وقت اپنے واحد سپریم پاور آف دی ورلڈ بننے کے راستے میں دو رکاوٹیں دکھائی دے رہی تھیں ایک سوویت یونین کی سربراہی میں کمیونسٹ بلاک اور دوسرا اسلام۔ اِن دونوں میں سے فوری خطرہ چونکہ سوویت یونین اور کمیونزم سے لاحق تھا لہٰذا اُسے دشمن نمبر 1 قرار دے کر پہلے اس سے نمٹنے کا فیصلہ کیا گیا اور اِس حوالے سے مسلمانوں سے مدد بھی حاصل کی گئی۔ لیکن اُس کے باوجود سوویت یونین سے سرد جنگ کے دوران وہ بڑی خاموشی سے دوستی کا لبادہ اُوڑھ کر مسلمانوں کی جڑیں بھی کاٹتا رہا۔ ایک نظریاتی اسلامی ملک کے حوالے سے اُس نے پاکستان کو خاص طور پر ٹارگٹ کیا ہوا تھا۔ امریکہ پاکستان کے عسکری اور اقتصادی معاملات پر خاص طور پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ وہ پاکستان کو اسلحہ فراہم کرنے کے باوجود پاکستانی فوج کو کمزور اور ناتواں دیکھنا چاہتا تھا (جیسا کہ شہاب نامہ میں قدرت اللہ شہاب نے ایک گواہی فراہم کرتے ہوئے لکھا ہے) اور USAID پروگرام کے تحت مالی امداد اس طرح دی جاتی تھی کہ پاکستان معاشی طور پر مضبوط نہ ہو سکے۔ اِس مالی امداد کا ایک بڑا حصہ اخراجات اور ٹیکنیکل سپورٹ اور اپنے ماہرین کی تنخواہوں کی مد میں کاٹ لیا جاتا تھا۔ کچھ سیاست دانوں اور بیوروکریسی کی کرپشن کی نذر ہو جاتا تھا۔ امریکہ اس کرپشن کو جان بوجھ کر نظرانداز کرتا بلکہ بعض ذرائع کے مطابق اِس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا تاکہ قرض تو بڑھتا چلا جائے اور اس کی معیشت مضبوط بنیادوں پر اُستوار نہ ہو سکے۔ تاکہ ایک نظریاتی اسلامی ملک جو اپنی جغرافیائی حدود کی وجہ سے خطے میں انتہائی اہم ہے، وہ معاشی لحاظ سے ایک مضبوط اور مستحکم ملک نہ بن سکے۔

قارئین کی دلچسپی کے لیے یہ بھی ریکارڈ پر لانا مفید ہوگا کہ جان پرکنز جو اپنی معرکۃ الآراء کتاب "Confessions of an Economic Hitman" (ایک اقتصادی غارت گر کے اعترافات) جو کہ 2004ء میں منظرعام پر آئی، اس کتاب میں رقم طراز ہیں کہ اکنامک ہٹ مین (ای ایچ ایم) خطیر معاوضے پر خدمات انجام دینے والے وہ پیشہ ور افراد ہیں جن کا کام ہی دنیا بھر میں ملکوں کو دھوکہ دے کر کھربوں ڈالر سے محروم کرنا ہے۔ یہ لوگ عالمی بینک، آئی ایم ایف، امریکہ کے بین الاقوامی ترقیاتی ادارے USAID اور اور دیگر غیرملکی ’’امدادی‘‘ اداروں سے ملنے والی رقوم بڑی بڑی کارپوریشنوں کے خزانے اور اس کرۂ ارض کے قدرتی وسائل پر قابض چند دولت مند خاندانوں کی جیبوں میں منتقل کرتے ہیں۔ جعلی مالیاتی رپورٹوں کی تیاری، انتخابی دھاندلیاں، رشوت، استحصال، قرضوں کا لالچ، عالمی اقتصادی قوانین اور اداروں کی لٹکتی تلوار، جنسی ترغیب اور قتل ان کے اصل ہتھیار ہیں۔ یہ لوگ وہی کھیل کھیل رہے ہیں جو قدیم شاہی دور میں کھیلا جاتا تھا، مگر ’’گلوبلائزیشن‘‘ اور ’’کیپٹل ازم‘‘ کے اس عہد میں اِس نے ایک ہمہ جہت دہشت ناک شکل اختیار کر لی ہے۔ یہاں تک کہ غریب ممالک کے وزرائے خزانہ تک کو اپنے جال میں پھنسایا جاتا ہے۔ موصوف کا کہنا ہے ’’یہ بات مجھ سے زیادہ کون جان سکتا ہے کیونکہ میں خود بھی ایک اقتصادی دہشت گرد تھا‘‘۔

یہاں یہ اعتراض بالکل درست اور جائز ہوگا کہ اگر سازش غیروں کی تھی تو غلطی، قصور بلکہ گناہ تو اپنوں نے ہی سرزد کیا۔ 48-1947ء کا بجٹ اِس لیے خسارے کا بجٹ نہیں تھا کیونکہ اگرچہ غربت تھی قوم مادی وسائل نہ رکھتی تھی لیکن ابھی دیانتداری قائم تھی اور بدعنوانی نے ہمارے گھر کا راستہ

نہیں دیکھا تھا۔ ہم کسی کا دیا نہیں کھاتے تھے اور چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاتے تھے۔ لہٰذا عسکری طور پر ہم اِس قابل تھے کہ جب ایک جلسہ عام میں وزیر اعظم لیاقت علی خان نے بھارت کے خلاف مُکّا لہرایا اور ان کی وہ فوٹو وائرل ہوگئی تو بھارت کوئی عملی جواب نہ دے سکا اور محض دانت پیس کر رہ گیا۔ آج یہ نقطۂ نظر حقیقت بن کر سامنے آ گیا ہے کہ مضبوط دفاع کے لیے مضبوط معیشت لازم ہے، ناگزیر ہے۔ حال ہی میں جو معاشی صورتِ حال کو ملکی سیکورٹی پالیسی کا حصہ بنایا گیا ہے۔ یہ کام بہت پہلے ہونا چاہیے تھا۔

بہرحال ہمارے سیاسی اور فوجی حکمرانوں نے اور سب سے بڑھ کر ہماری بیوروکریسی نے ہوسِ دنیا اور ہوسِ زر میں مملکتِ خداداد پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا۔ اندازہ کیجیے کہ پاکستان 1950ء میں انٹرنیشنل مونیٹری فنڈ جس کا مخفف IMF ہے کا رُکن بنا اور اب تک پاکستان بائیس مرتبہ اِس عالمی ادارے کے دربار میں حاضر ہو چکا ہے، یعنی اُس سے امداد لے چکا ہے۔ 13 مرتبہ آئی ایم ایف پاکستان کو بیل آؤٹ کر چکا ہے۔ یعنی انتہائی ہنگامی معاشی صورتِ حال سے نکال چکا ہے۔ پاکستان نے دسمبر 1958ء میں پہلی مرتبہ آئی ایم ایف سے 25000 ڈالرز قرض لیا یعنی یہ قرض پہلی فوجی حکومت میں لیا گیا گویا مارشل لاؤں کا سلسلہ شروع ہوا اور فوج کو کمزور کرنے کے لیے پہلا قدم بھی اُٹھا لیا گیا (جس طرف شہاب نامہ میں اشارہ کیا گیا ہے) پھر قرضوں کا یہ سلسلہ ایسا جاری ہوا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔

آئی ایم ایف کے قرضہ کے ساتھ سیاسی شرائط ہوتی ہیں اور قرض خواہوں کی جکڑ بندی اور گرفت قرضے کے ساتھ بڑھتی اور سخت ہوتی چلی جاتی ہے۔ عمران خان کے دورِ حکومت میں جو قرضہ ہم نے آئی ایم ایف سے لیا، وہ سب سے بڑا بھی تھا اور سخت ترین شرائط کے ساتھ لیا گیا۔ جس سے ملک میں گرانی کا سیلاب آ گیا ہے اور عوام چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ لیکن حکومت ہرگز عوام کو کوئی ریلیف دینے کی پوزیشن میں نہیں، جس سے حکومت کی شہرت اور مقبولیت کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔

آئی ایم ایف کے علاوہ ہم دوست ممالک سے بھی قرض لیتے رہے آج صورتِ حال یہ ہے کہ ہم قرضوں میں بُری طرح جکڑے جا چکے ہیں۔ اِس وقت ریاست پاکستان پر لگ بھگ 127 بلین ڈالر کا بیرونی قرضہ ہے جو آبادی کی شرح کے لحاظ سے تقریباً ایک لاکھ اٹھائیس ہزار فی کس بنتا ہے۔ اِس پر مستزاد یہ کہ ہم پر باقاعدہ ایک حکمتِ عملی کے طور پر دہشت گردی کی جنگ مسلط کر دی گئی۔ اِس دہشت گردی کی جنگ میں ہم ہزاروں فوجیوں اور معصوم شہریوں کی جانیں گنوانے کے ساتھ ساتھ تقریباً 152 ارب ڈالر کا نقصان بھی کر چکے ہیں۔

سچ یہ ہے کہ کوئی مقروض ریاست نہ صرف آزاد خارجہ پالیسی نہیں اپنا سکتی بلکہ اُسے داخلی معاملات میں بھی قرض خواہان کی مداخلت برداشت کرنا پڑتی ہے۔ اندازہ کریں کہ امریکہ 2 مئی 2011ء کو پاکستان کی فضائی حدود کی کھلی خلاف ورزی کر کے مبینہ طور پر اُسامہ بن لادن کو شہید کرتا ہے اور ہمارے اُس وقت کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی اسے اپنی فتح قرار دیتے ہیں اور اُس وقت کے صدر پاکستان آصف زرداری واشنگٹن پوسٹ میں اُسی روز (یعنی حیرت انگیز طور پر 2 مئی 2011ء کو ہی) ایک مضمون لکھ مارتے ہیں۔ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت میں عمران خان واحد سیاستدان تھے جو اُس وقت دہشت گردی کی جنگ میں پاکستان کے ملوث ہونے کی شدت سے مخالفت کر رہے تھے۔ اُنھوں نے اُس وقت کی عسکری قوت کے خلاف سخت ترین زبان استعمال کی اور دہشت گردی کی جنگ کے بارے میں کہا کہ یہ ہرگز ہماری جنگ نہیں بلکہ یہ امریکہ کی جنگ ہے۔ جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما تو اپنے دورِ حکومت میں امریکہ کو یہ بھی کہتے رہے کہ تم ڈرون حملے کرتے رہو۔ ہم پارلیمنٹ میں ظاہری طور پر اُس کی مذمت کرتے رہیں گے اور صدر زرداری نے تو بدترین بے حسی اور سنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ Collateral Damage کی تمہیں فکر ہوگی ہمیں نہیں ہے۔

اِس ساری صورتِ حال کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر آپ اپنی معاشی پالیسی کی طرف توجہ نہیں دے رہے اور اگر آپ کرپشن اور سمگلنگ کے خلاف انتہائی سخت اقدام نہیں کر رہے تو گویا آپ ملکی سلامتی کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ لیکن پاکستان کی قیادت سیاسی ہو یا عسکری اب تک اِس نکتہ کو نہیں سمجھ رہی کہ معیشت کو مضبوط کرنا جنگی طیارے اور ٹینک خریدنے سے کم اہم نہیں ہے۔ ہم آج پھر اس صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ چین یقیناً ہمارا دوست ہے لیکن ملک کی خیریت چاہنے والے کیوں اِس طرف توجہ نہیں دے رہے کہ چین ہمیں جدید اسلحہ تو دے رہا ہے، لیکن اُس کی مالیاتی پالیسیاں اور جس طرح وہ پاکستان کے مالیاتی منصوبوں پر کام کا انداز اپنا رہا ہے اور اِس حوالے سے جو حکومتِ پاکستان کے سامنے اپنے مطالبات رکھتا ہے، اُس سے پاکستان کی معیشت کمزور سے کمزور ہوتی چلی جائے گی۔

عمل صالح کا اعلیٰ وارفع انجام

(سورہ الرحمٰن کی آیات 58 تا 71 کی روشنی میں)

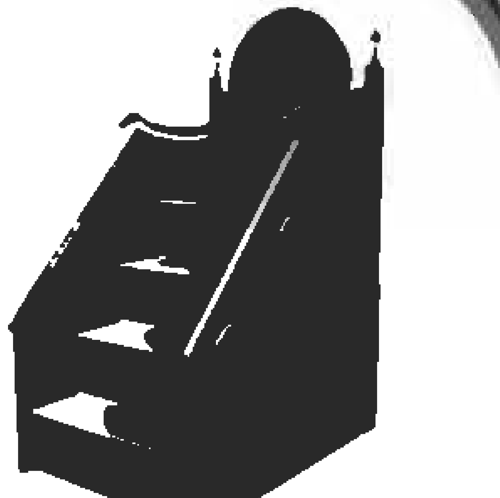

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 17 دسمبر 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراھیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ہم سورۃ الرحمٰن کی آیت 58 سے مطالعہ کا آغاز کریں گے۔ زیر مطالعہ آیات میں جنتیوں کو ملنے والی نعمتوں کے ضمن میں ان حوروں کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاص مخلوق اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کاریگری کا عظیم شاہکار ہوں گی۔ ارشاد فرمایا:

﴿ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ ﴾ ’’وہ ایسی ہوں گی گویا یاقوت اور مرجان ہوں۔‘‘

﴿ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٩﴾ ﴾ ’’تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟‘‘

قرآن کے خاص اسلوب کے مطابق پچھلی آیات میں ان حوروں کے اعلیٰ اوصاف بیان ہوئے تھے کہ ان کی نظریں جھکی ہوئی ہوں گی اور وہ شرم و حیاء والی ہوں گی۔ اس کے بعد اب ان کے حُسن و زیبائش کے متعلق بیان ہے کہ وہ ایسی ہوں گی جیسے لعل اور ہیرے ہوں۔ ان کے حسن کی اصل کیفیت تو اللہ ہی جانتا ہے لیکن یاقوت اور مرجان کی مثال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے چہرے سُرخ و سفید ہوں گے اور موتیوں کی طرح چمکتے اور دمکتے ہوں گے۔ اہم بات یہ ہے کہ ان جنتی عورتوں کی سیرت کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان فرمایا اور صورت کا ذکر بعد میں فرمایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ بندوں سے جو تقاضا کرتا ہے وہ ان کی سیرت و کردار اور تقویٰ کے حوالے سے ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ ﴾ (الحجرات:13) ’’یقیناً تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو تم میں سب سے بڑھ کر متقی ہے۔‘‘

نکاح کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب رشتہ تلاش کیا جاتا ہے تو لوگ چار باتیں دیکھتے ہیں۔ خوبصورتی، خاندان، مال اور سیرت و کردار۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سیرت و کردار اور تقویٰ کو اہمیت دیا کرو۔ آج ہم جس معاشرے میں جی رہے ہیں اس میں زیادہ زور صورت و ظاہر پر ہے۔ سیرت، کردار، تقویٰ، خوف خدا اور اللہ اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری ترجیحات میں شامل نہیں ہوتی۔ یہاں سلسلہ کلام میں جنتی عورتوں کی سیرت یعنی عفت، حیا، شرم، نگاہوں کے نیچے رہنا کا ذکر پہلے آیا اور ان کے حسن کا تذکرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بعد میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں صورت سے زیادہ سیرت کی اہمیت ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو نہیں دیکھتا، تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے کہ دلوں میں تقویٰ اور اعمال میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی پیروی کی روش ہے کہ نہیں۔

مفسرین نے ذرا اس انداز سے بھی ذکر کیا ہے کہ کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ گٹر پر بھی کوئی دو چار پتے اُگ آتے ہیں مگر اس پر جانور ہی منہ مارتا ہے۔ انسان تو اس پر توجہ بھی نہیں کرتا۔ اسی طرح جان لیجیے کہ خوبصورتی تو نائٹ کلب میں بھی نظر آجاتی ہے، بازاری قسم کی عورتوں میں بھی نظر آجاتی ہے مگر وہاں متوجہ ہونے والے لوگ بازاری قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ شریف آدمی اس طرف توجہ کر نہیں سکتا۔ لہٰذا محض ظاہر کی خوبصورتی ہی اصل شے نہیں ہے بلکہ اصل شے سیرت و کردار اور تقویٰ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا دین بار بار توجہ دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیرت، کردار، تقویٰ، خوف خدا کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿ هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ ﴾ ’’کیا بھلائی کا بدلہ بھلائی کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟‘‘

یعنی دنیا میں جو بندہ نیک عمل اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے تو اس کا صلہ اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی روش پر رہنا، اللہ کی بندگی میں جو مشقتیں آئیں ان کو جھیلنا، صبح سخت سردی میں فجر کی نماز کے لیے گرم بستر چھوڑنا، وضو کرنا اور پھر مسجد جانا مشقت والا کام ہے، گرمیوں میں راتیں چھوٹی ہوتی ہیں تو اللہ کی عبادت کے لیے نیند کی قربانی دینا، اسی طرح اللہ کے دین کے دیگر تقاضوں پر عمل پیرا ہونا، اللہ کے دین کی دعوت کو عام کرنے اور اللہ کے دین کی سربلندی کی جدوجہد کے دوران مشقتیں جھیلنا اور تکالیف اُٹھانا ایسے اعمال نہیں ہیں کہ جو ضائع ہو جائیں گے بلکہ اس کا بدلہ آخرت میں بہترین انعاموں کی صورت میں ملے گا۔ بندے کے حسن عمل کا صلہ حسن انجام کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ حسن احسان کا صلہ حسن جزا کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسَ))

اے اللہ! ہم تجھ سے جنت الفردوس کا سوال کرتے ہیں۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَمِنْ دُوْنِہِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾﴾ ''اور ان سے پرے دو جنتیں اور بھی ہیں۔''

دو جنتوں کا پہلے ذکر آیا تھا اب دو اور جنتوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ مختلف درجات کے انسانوں اور جنوں کے لیے مختلف جنتیں ہوں گی۔ واللہ اعلم!

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

﴿مُدْھَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾﴾ ''دونوں گہرے سبز رنگ کی ہوں گی۔''

جہاں ہر طرف باغات اور سبزہ ہی سبزہ ہو تو دور سے دیکھنے سے اس جگہ کا رنگ سیاہی مائل سبز معلوم ہوتا ہے۔ گویا یہ ایسی جنتیں ہوں گی جہاں ہر طرف سرسبز درخت، گھنے جنگلات، آبشاریں، چشمے اور میوے ہوں گے اور بہت ہی خوبصورت وادیاں ہوں گی۔

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

مفسرین کی آراء میں پہلے جن دو جنتوں کا ذکر آیا وہ مقربین کے لیے ہیں اور اب جن دو جنتوں کا ذکر آ رہا ہے یہ عام جنتیوں کے لیے ہیں جن کو اصحاب یمین کہا جاتا ہے۔ آراء کا اختلاف اپنی جگہ جبکہ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ ہمیں جنت عطا فرما دے۔ ہمیں اس کی فکر کرنی چاہیے۔ اس کے لیے اللہ سے دعا بھی کرنی چاہیے اور ان اعمال کی طرف متوجہ رہنا چاہیے جو جنت کی طرف لے جانے والے ہیں اور ان اعمال سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ہمیں جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿فِیْہِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾﴾ ''ان میں دو چشمے ہوں گے اُبلتے ہوئے۔''

ان ابلتے ہوئے چشموں کی اصل کیفیت کا حال اللہ کو ہی معلوم ہے۔ جنت کے جو بھی نظارے قرآن میں بیان ہوئے ہیں مثلاً درختوں کا بیان، پھلوں کا بیان، آبشاروں اور چشموں کا بیان، پاکیزہ شراب، غالیچوں اور تکیوں کا بیان' یہ سب وہ چیزیں ہیں جن سے ہم واقف ہیں اور ان کا بیان ہماری ترغیب وتشویق کے لیے ہے ورنہ جنت کی نعمتوں کا تصور ہم اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ

((قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ، فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِیَ لَھُمْ مِنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ)) (متفق علیه)

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں نے اپنے صالح بندوں کے لیے (جنّت میں) وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا گمان ہی گزرا۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: (ترجمہ) ''پس کوئی جان یہ نہیں جانتی کہ ان (اہل جنّت) کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے۔''

آگے فرمایا:

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

﴿فِیْہِمَا فَاکِہَۃٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾﴾ ''ان دونوں میں میوے' کھجور اور انار ہوں گے۔''

جب قرآن کریم نازل ہو رہا تھا تو اس وقت

پریس ریلیز 31 دسمبر 2021ء

منی بجٹ مہنگائی سے پسی ہوئی عوام پر بدترین ظلم ہے

شجاع الدین شیخ

منی بجٹ مہنگائی سے پسی ہوئی عوام پر بدترین ظلم ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ غریب عوام کی بنیادی اشیاء ضرورت کو دنیا بھر میں اکثر ٹیکس وغیرہ سے زیادہ سے زیادہ استثنیٰ دیا جاتا ہے تاکہ وہ جان اور جسم کا رشتہ برقرار رکھ سکیں۔ انہوں نے کہا کہ بڑی گاڑیوں، لگژری اشیاء اور میک اپ کے سامان پر ٹیکس چھوٹ ختم کرنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن دودھ، ماچس، بیکری، ادویات اور سائیکلوں وغیرہ پر ٹیکس چھوٹ ختم کرنا مہنگائی سے چیختی قوم پر کوڑا برسانے کے مترادف ہے۔ اُنہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ مہنگائی کی وجہ سے حکومت کی مقبولیت پہلے ہی بڑی بری طرح متاثر ہو چکی ہے۔ اس میں مزید اضافہ عوام میں اضطراب پیدا کر دے گا جس سے ملک میں امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ معیشت کی بدحالی ریاست کی سلامتی پر سوال کھڑا کر دیتی ہے۔ ہر ریاست کا استحکام اُس کی معیشت سے بھی جڑا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے اپوزیشن حکومت پر تنقید کرنے کا پورا حق رکھتی ہے لیکن اپوزیشن کو بھی اپنا پروگرام دینا چاہیے کہ وہ مہنگائی کو کس طرح ختم یا کم کرے گی۔ درحقیقت ہماری قیادتوں کو اب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری نجات اور بقاء کا دارومدار اس پر ہے کہ ہم عالمی ساہوکاروں اور سودی معیشت سے مکمل طور پر نجات حاصل کریں اور وطن عزیز میں اِسلام کے عادلانہ معاشی نظام کو اُس کی حقیقی روح کے ساتھ نافذ کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

وہاں موجود لوگ جن چیزوں سے واقف تھے انہی کا ذکر قرآن میں آیا۔ یہ سمجھانے کا انداز تھا ورنہ اصل حقیقت یہی ہے کہ جنت کی نعمتوں کا تصور ہم اس دنیا میں نہیں کر سکتے۔ وہاں کی ہر چیز کتنی اعلیٰ، نفیس اور بلند معیار کی ہوگی اس کا بھی ہم یہاں اندازہ نہیں کر سکتے۔ کون کون سے میوے ہوں گے، کتنی قسم کے ہوں گے؟ ان سب چیزوں کا بھی اس دنیا میں ہم تصور نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں ہم جن چیزوں کو جانتے ہیں ان کا ہی تصور ہمارے ذہن میں آتا ہے اور قرآن میں ہماری ترغیب وتشویق کے لیے انہی چیزوں کا ذکر آیا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۶۹﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

﴿فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۝۷۰﴾ ''ان میں ہوں گی نہایت نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں۔''

مراد ہیں حوریں

یہاں بھی سیرت کا ذکر پہلے آیا اور صورت کا ذکر بعد میں آیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ایسے نکتے بیان فرما کر عورتوں کو توجہ دلا رہا ہے کہ وہ اپنی سیرت کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ یہ مرد وعورت دونوں کے لیے ترغیب ہے کہ اللہ رب العالمین کے ہاں تمہارے چہروں کی حیثیت نہیں بلکہ اس کے ہاں تمہارے اعمال کی حیثیت ہے، کردار کی حیثیت ہے۔ سیرت و کردار کے لحاظ سے ایک طرف ابولہب کھڑا ہو اور دوسری طرف سیدنا بلال ؓ کھڑے ہوں تو ہم کس کو پسند کریں گے؟ ظاہر ہے سیدنا بلال ؓ کو پسند کریں گے۔ لیکن ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ آج ہمارے جو عمومی معیارات ہیں ان پر پورا کون اتر رہا ہے؟ ظاہر ہے ابولہب اتر رہا ہے۔ کیونکہ اس کا چہرہ سرخ تھا جیسے شعلہ ہو، اسی وجہ سے اسے ابولہب کہا جاتا کیونکہ لہب شعلے کو کہتے ہیں۔ پھر اس کا خاندان بھی سب سے اعلیٰ خاندان قریش تھا۔ مال و دولت، اولاد، سرداری سب کچھ تھا اور یہی آج کل معیارات ہیں۔ چہرہ خوبصورت ہو، بہترین کاروبار ہو، خوبصورت گاڑی ہو، بڑا مکان ہو چاہے یہ ساری چیزیں حرام کی ہی کیوں نہ ہوں۔ الا ماشاء اللہ۔ ابولہب پر یہ سارے معیارات پورے ہو رہے ہیں مگر ہم اس کو کیوں قبول نہیں کریں گے۔ اس لیے کہ صاحب ایمان نہیں ہے۔ قرآن پاک کی سورت قیامت تک موجود ہے۔

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱﴾ (اللھب) ''ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔''

اس کے برعکس سیدنا بلال ؓ پہلے حبشی غلام تھے، چہرہ سیاہ تھا، ہونٹ موٹے، زبان میں تھوڑا تو تلا پن بھی تھا۔ خاندان کا پتا نہیں، مال و دولت کچھ نہیں تھا مگر ان کے پاس ایمان کی دولت تھی، سیرت و کردار کی دولت تھی۔ معراج کی شب نبی مکرم ﷺ ان کے قدموں کی آواز جنت میں سن رہے ہیں۔ حضور ﷺ زمین پر آ کر ان کو بتاتے ہیں۔ حضرت عمر ؓ جب ان کو بلاتے تھے یا ان سے گفتگو فرماتے تھے تو سیدنا بلالؓ (ہمارے آقا بلال) کہہ کر پکارتے تھے۔ ہم دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ آج لوگوں کے پرکھنے کے معیارات کیا ہیں؟ کیا آج ہماری پسند و ناپسند سیرت و کردار، تقویٰ، دینداری، خوف خدا، اللہ کی اطاعت، اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی بنیاد پر ہے یا ظاہری حسن و جمال، خاندان، نسب، مال، نوکری، جائیداد، پراپرٹیز، اختیار، عہدہ کی بنیاد پر ہے؟ اگر آج ہمارے معیارات یہی ہیں تو پھر تلخ حقیقت یہ ہے کہ یہ معیارات تو ابولہب کے بھی تھے۔ اس کا انجام کیا ہوا؟ جبکہ حضرت بلال ؓ کے یہ معیارات نہیں تھے تو ان کو خلیفۂ وقت بھی سیدنا کہہ کر پکارتے تھے۔ لہٰذا اللہ کے ہاں اصل معیار صورت نہیں بلکہ سیرت ہے، تقویٰ ہے، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔ آگے فرمایا:

﴿فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۷۱﴾ ''تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

اس سورت میں جنات اور انسانوں سے خطاب ہو رہا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے جنات کو یہ سورہ مبارکہ سنائی تھی تو انہوں نے اس آیت کے جواب میں بار بار یہ کہا تھا:

''جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس آئے اور ان کے سامنے سورۃ الرحمٰن شروع سے آخر تک پڑھی، لوگ (سن کر) چپ رہے، آپؐ نے کہا: میں نے یہ سورۃ اپنی جنوں سے ملاقات والی رات میں جنوں کو پڑھ کر سنائی تو انہوں نے مجھے تمہارے بالمقابل اچھا جواب دیا، جب بھی میں پڑھتا ہوا آیت فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر پہنچتا تو وہ کہتے بِشَيْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ ''اے ہمارے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی نعمت کا بھی انکار نہیں کرتے، تیرے ہی لیے ہیں ساری تعریفیں''۔

ہمیں بھی چاہیے کہ اس آیت کے جواب میں یہی کہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسن عمل اور حسن احسان کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اس کا حسین انجام ہمیں آخرت میں نصیب ہو۔ آمین!

❁❁❁

غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ جنوری 2022ء، جمادی الاخریٰ ۱۴۴۳ھ

مشمولات

☆ او آئی سی کا افغانستان پر اجلاس — ادارہ

☆ قضیۂ فلسطین: تاریخی پس منظر اور ہولناک مستقبل — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ سورۃ الکہف: ایک اجمالی جائزہ — خورشید انجم

☆ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اور اُن کی دینی خدمت — مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ

☆ تفسیر کے ناقابلِ اعتبار مآخذ (۲) — پروفیسر حافظ محمد قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

او آئی سی اجلاس کے انعقاد کا مقصد اگر صرف افغان عوام کی مدد کرنا ہے اور اس کے پس پردہ یہ پالیسی نہیں ہے کہ افغان طالبان اپنے نظریے سے ہٹ جائیں تو یہ ایک احسن اقدام ہے: ایوب بیگ مرزا

امریکہ نے ساڑھے نو بلین ڈالر افغانستان کے غصب کیے ہوئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ساری دنیا مل کر افغانستان کی مدد کرے تو وہ خود افغانستان کا غصب شدہ مال واپس کیوں نہیں کرتا: رضاء الحق

او آئی سی کا اجلاس اور افغانستان کا مستقبل کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: ڈاکٹر حبیب عالم

سوال: 19 دسمبر کو اسلام آباد میں او آئی سی کا اجلاس بلایا گیا جس میں تمام اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ مدعو تھے۔ اس اجلاس کے عملی پہلو کون سے ہیں اور پاکستان نے جو چھ نکاتی ایجنڈا پیش کیا اس کی کیا اہمیت ہے؟

رضاء الحق: او آئی سی کا یہ غیر معمولی اجلاس تھا جو عموماً شارٹ نوٹس پر بلایا جاتا ہے۔ اصل میں افغانستان میں طالبان چار ماہ سے حکومت کر رہے ہیں لیکن دنیا ان سے کٹی ہونے کے باوجود ان پر دباؤ ڈال رہی ہے۔ بالخصوص اسلامی ممالک نے ان کو سپورٹ نہیں کیا۔ اس صورتحال میں افغانستان جس انسانی المیہ کی طرف جا رہا ہے اس سے نکالنے کے لیے اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کا یہ غیر معمولی اجلاس 19 دسمبر 2021 کو اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں 20 وزرائے خارجہ اور دس نائب وزرائے خارجہ نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ اقوام متحدہ، یورپی یونین، پی فائیو پلس ون سمیت امریکہ، جرمنی، جاپان، اٹلی، چین اور روس سمیت 70 ممالک کے مندوبین بھی وہاں موجود تھے۔ یعنی یہ ایک عالمی سطح کا اجلاس تھا۔ پاکستانی وزیر خارجہ اور وزیر اعظم عمران خان نے بھی تقاریر کیں جن میں انہوں نے اپنے کچھ پوائنٹس بیان کیے۔ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کی تقریر میں ہمیں چھ نکاتی فارمولا نظر آتا ہے جس کے مطابق:

1۔ افغانستان میں امداد کی تقسیم کا طریقہ کار وضع کیا جائے۔

2۔ افغانستان کے عوام کی صحت، تعلیم اور ہنر کے لیے وسیع انوسٹمنٹ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کو لمبے عرصے تک فائدہ ہو۔

3۔ افغانستان کے مالی معاملات بالخصوص وہاں کے بینکنگ سسٹم کو فعال کرنے کے لیے عالمی اداروں کا ایک گروپ تیار کیا جائے۔

4۔ اس وقت افغانستان میں خوراک کی شدید قلت ہے اور خوش قسمتی سے او آئی سی کا اپنا ادارہ ''انسانی تنظیم برائے تحفظ خوراک'' کے نام سے موجود ہے جس کو افغانستان میں فوڈ سکیورٹی کا ٹاسک دیا جائے تاکہ وہاں خوراک کے بحران کو حل کیا جائے۔

5۔ دہشت گردی اور اسمگلنگ سے نمٹنے کے لیے افغانستان کے مختلف اداروں کی صلاحیت کو بڑھانے کے اقدامات کیے جائیں۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

6۔ افغانستان کی عبوری حکومت کے ساتھ دنیا کو تعلق اور رابطے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے تین پوائنٹس سامنے لائے گئے۔ وہاں انسانی حقوق اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے inclusive حکومت ہو لیکن یہ کہ ان سب کو آن بورڈ لیا جائے تاکہ عالمی لیول پر افغان طالبان کی جو commitments ہیں وہ بھی پوری ہو سکیں اور ان سارے معاملات کو بھی حل کیا جا سکے۔

اس اجلاس کے مشترکہ اعلامیہ کے ڈرافٹ میں 31 پوائنٹس شامل ہیں جن میں سے چیدہ چیدہ یہ ہیں کہ افغانستان کے لیے او آئی سی کا خصوصی نمائندہ مقرر کر دیا گیا ہے جن کا نام طارق علی بخیت ہے۔ وہ وہاں کی صورتحال کا جائزہ او آئی سی کے آئندہ اجلاس میں پیش کرے گا اور جو بحران ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کرے گا۔ وزیر اعظم پاکستان کی تقریر میں اسلاموفوبیا اور نائن الیون کے بعد اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑنے کی بات سامنے آئی۔ پھر کورونا کی صورت حال کے حوالے سے بھی بات ہوئی اور کہا گیا کہ افغانستان میں کورونا ویکسینیشن کے پراسس میں مدد کی جائے۔ کہا گیا کہ انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی کے تحت علماء کا ایک وفد افغان طالبان سے ملاقات کرے گا اور ان میں اعتدال پسندی اور رواداری جیسے اصولوں کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کرے گا جو کہ ہمارے نزدیک ایک خطرناک روش ہے۔ یہ افغان طالبان کی حکومت کو موڈریٹ اسلام اور روشن خیال اسلام کی طرف مائل کرنے کی ایک سعی ہو سکتی ہے۔

سوال: وزیر اعظم عمران خان نے او آئی سی کے اجلاس میں دو باتیں بڑی اہم کہی ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا کو اگر افغان طالبان سے تحفظات ہیں تو پھر بھی وہ افغان عوام کو ان سے الگ کر کے دیکھے۔ دوسری یہ کہ امریکہ افغانستان کے معاملات کو اپنی عینک سے نہ دیکھے بلکہ وہاں کا اپنا ایک تہذیبی اور معاشرتی پس منظر ہے اس کو سامنے رکھنا چاہیے۔ ان دو باتوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: او آئی سی کا یہ اجلاس تقریباً 41 سال کے بعد پاکستان میں ہوا ہے جس میں وزراء خارجہ، نائب وزرا خارجہ، عالمی طاقتوں کے نمائندوں اور عالمی مالیاتی اداروں نے حصہ لیا جس کی وجہ سے یہ ایک بھرپور عالمی اجلاس بن گیا۔ جہاں تک امریکہ کا افغانستان کے معاملات کو اپنی عینک سے دیکھنے کا معاملہ ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہر غالب قوت اپنی ہی عینک سے دنیا کے معاملات کو دیکھتی ہے۔ لیکن جب سے امریکہ اور مغرب سپر پاور بنے ہیں تو انہوں نے اس حوالے سے بڑی شدت پسندی کا مظاہرہ کیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی معاملات اور اچھائی اور برائی کا معیار ہمارے فیصلے کے مطابق ہو۔ یعنی دنیا میں ہمیں ترجیح دی جائے

اور صرف ہمیں فالو کیا جائے۔ ایک تو بہت سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ جمہوریت کوئی نظام ہے حالانکہ جمہوریت کوئی نظام نہیں ہے بلکہ یہ طرزِ حکومت ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کے تحت ہے۔ وزیراعظم عمران خان نے بالکل درست کہا ہے کہ جس معاشرے میں طالبان نے حکومت کرنی ہے اس کا رہن سہن، تمدن، معاشرت دیکھنی ہوگی کہ وہ کس طرح صدیوں سے زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر کوئی دوسری قوت ان پر اپنے نظریات مسلط کرے گی تو وہاں امن نہیں آئے گا۔ پھر دوسری بات یہ کہ دنیا افغان طالبان اور عوام کو علیحدہ سمجھے تو بظاہر یہ وزیراعظم کی انکساری اور لجاجت والی درخواست ہے کہ دنیا طالبان کے ساتھ اختلاف کو ایک طرف رکھ کر افغان عوام کی مدد کرے یا طالبان کی وجہ سے جو زخم دنیا کھائے ہوئے ہے اس کا بدلہ افغان عوام سے نہ لیا جائے۔ آپ اگر انسانی حقوق کے اتنے بڑے دعوے دار ہیں اور آپ نے انسانی حقوق کے نام پر بڑی بڑی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں تو آپ کو افغان عوام کے حالات کو دیکھنا چاہیے۔ وزیراعظم نے یہاں تک کہا کہ افغانستان میں کرپٹ حکومتیں رہی ہیں اور پھر یہاں داعش کا وجود ہے اسے ختم کرنا ہوگا اور دوسری دہشت گرد تنظیموں کو بھی ختم کرنا ہوگا۔ انہوں نے دنیا کو باور کرایا کہ اگر طالبان غیر مستحکم ہوں گے تو دنیا کے لیے آتش فشاں پھٹنے والی بات ہوگی۔ او آئی سی ایک ایسا ادارہ ہے جس کے بارے میں بعض لوگ طنزیہ انداز میں کہتے ہیں: Oh, I see!۔ کیونکہ او آئی سی کو قائم ہوئے 52 سال ہو گئے ہیں ان 52 سالوں میں اس نے مسلمانوں کے مفادات کے لیے کیا کیا ہے؟ بدقسمتی سے مسلمان ممالک بشمول پاکستان سب کام یا ردعمل میں کرتے ہیں یا حادثاتی طور پر ہم سے ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر خود او آئی سی ایک حادثے کے نتیجے میں قائم ہوئی تھی۔ یہ نہیں سوچا گیا تھا کہ امت مسلمہ کا اگر کوئی مرکز بنایا جائے تو دشمنان امت کیا کریں گے۔ حالانکہ ہر مسلم حکومت کو یہ سوچنا چاہیے کہ وہ جو قدم اُٹھانے جارہی ہے اس کے ردعمل میں دشمن کیا کریں گے۔ اس کا مجھے کیا فائدہ ہوگا اور کیا نقصان ہوگا۔ لیکن جب مسجد اقصیٰ کے ایک حصے میں کسی آسٹریلوی دہشت گرد نے آگ لگا دی تو اس پر دنیا میں بڑا شور مچا۔ اس دہشت گرد کو کسی نے نہیں پکڑا لیکن مسلمانوں میں اس کا شدید ری ایکشن ہوا اور سب سے پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس مراکش میں ہوئی جس میں ہندوستان کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ یعنی مسلمانوں کی کمزور بنیادوں پر غور کریں آخر ہندوستان کو کس حوالے سے دعوت دی گئی۔ بعد میں جواب ملا کہ کیونکہ ہندوستان میں کافی مسلمان رہتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان تو دوسرے غیر مسلم ممالک میں بھی رہتے ہیں پھر آپ کس کس کو بلائیں گے؟ اس معاملے میں دو شرائط ہونی چاہیے تھیں۔ ایک مسلمان آبادی زیادہ ہو اور دوسرا وہاں کا حکمران مسلمان ہو۔ چنانچہ انڈیا نے وہاں ایک سکھ کو بطور نمائندہ بھیج دیا جس نے کانفرنس میں داخل ہوتے السلام علیکم بڑے زوردار انداز سے کہا۔ اس پر پاکستان کے فوجی حکمران یحییٰ خان نے کھڑے ہوکر کہا کہ میں ہندوستان کو یہاں برداشت نہیں کرسکتا لہٰذا میں کانفرنس کا بائیکاٹ کر رہا ہوں، اس پر فوری طور پر فیصلہ ہوا اور اس سکھ کو باہر نکال دیا گیا۔ کہنے کا مطلب ہے کہ اگر کسی ادارے

> **او آئی سی کو قائم ہوئے 52 سال ہو چکے ہیں۔ ان 52 سالوں میں او آئی سی نے اُمت مسلمہ کے لیے کیا کیا ہے؟ اُمت کا کونسا مسئلہ حل کیا ہے؟**

میں جان ہو تو اس کا پتا تب چلتا ہے جب وہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کچھ کرتا ہے۔

سوال: چاہے او آئی سی حادثاتی طور پر بھی قائم ہوئی لیکن پھر بھی ایک خوش آئند تو ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ خوش آئند نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگر آپ میں اتنی جان نہیں ہے کہ آپ دشمن کے خلاف کوئی موثر کام کرسکیں اور اگر آپ محض نمائشی کام کرتے ہیں تو اس سے دشمن الٹا الرٹ ہو جاتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ او آئی سی کی وجہ سے دنیا بالخصوص مغرب اور امریکہ الرٹ ہو گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا کہ آئندہ آنے والے وقت میں ہمیں ان سے خطرہ ہے۔ بادی النظر میں ذوالفقار علی بھٹو اور شاہ فیصل کی موت اسی پس منظر میں ہوئی کیونکہ یہ دونوں اس کانفرنس کے معمار تھے۔

سوال: کیا اس دفعہ کچھ نہ کچھ عملی اقدامات کا معاملہ سامنے نہیں آیا؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس دفعہ کچھ نہ کچھ عملی اقدامات افغانستان کے حوالے سے سامنے آئے ہیں۔ اگر واقعتاً ان پر عمل ہو جاتا ہے اور پی فائیو سمیت دوسرے تمام گروپس جو اس میں شامل تھے ان کی پس پردہ کوئی ایسی پالیسی نہ ہو کہ افغان طالبان کو ان کے نظریے سے ہٹایا جائے تو اچھی بات ہے کیونکہ جو لوگ بھوک اور افلاس سے مر رہے ہیں، ان کی مدد کرنا انسانی حوالے سے اچھا قدم ہے۔ وہاں کا بینکنگ سسٹم بیٹھ چکا ہے یعنی معاشی نظام ختم ہو رہا ہے۔ اگر انہوں نے فوری طور پر کچھ نہ کیا تو بہت نقصان ہوسکتا ہے۔ او آئی سی والوں نے صرف کانفرنس منعقد کرنے کے لیے ساڑھے چار مہینے لگائے ہیں۔ اگر انہوں نے کام تیزی کے ساتھ کیا تو شاید بہتری آجائے وگرنہ جس انداز سے یہ کام کر رہے ہیں اس سے افغانستان کا مسئلہ حل ہونا مشکل دکھائی دیتا ہے۔

سوال: کیا امریکہ افغانستان کی موجودہ صورت حال کا ذمہ دار ہے کیونکہ اس نے یہاں آ کر بیس سال بدمعاشی کی تو اس سے تعاون مانگنے کے بجائے تاوان نہیں مانگنا چاہیے؟

رضاء الحق: ایک شعر کا مصرعہ ہے: ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات! او آئی سی کے ستاون اسلامی ممالک کی حالت یہ ہے کہ یہ امریکہ پر دباؤ ڈال نہیں سکتے حالانکہ اصولی طور پر دباؤ ڈالنا چاہیے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق اس وقت افغانستان کے تقریباً 38 لاکھ افراد بھوک اور افلاس کا شکار ہیں۔ اسی طرح 32 لاکھ کے قریب بچوں کا یہی معاملہ ہے۔ اس کے بعد ساڑھے 6 لاکھ لوگوں کے پاس چھت بھی نہیں ہے اور وہاں کی سردی ایسے ہی ہوتی ہے جیسے ہمارے شمالی علاقہ جات کی ہوتی ہے۔ پھر تقریباً ساٹھ فیصد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ اب امریکہ کہتا ہے کہ داعش کے خلاف کارروائی کی جائے۔ سوال یہ ہے کہ داعش بنائی کس نے؟ اسی طرح ساڑھے نو بلین ڈالر امریکہ نے افغانستان کے غصب کیے ہوئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ساری دنیا مل کر افغانستان کی مدد کرے تو وہ خود افغانستان کا غصب شدہ مال واپس کیوں نہیں کرتا؟ اسی طرح او آئی سی کے اجلاس میں بھی اسلامی ترقیاتی بنک کے تحت ایک ٹرسٹ قائم کرنے کی بات ہوئی ہے جس میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ آئندہ ایک ڈونر کانفرنس بلائی جائے گی۔ اس ڈونر کانفرنس میں مختلف ممالک اعلان کرتے ہیں کہ ہم اتنے اتنے ارب ڈالر دیں گے۔ بتایا گیا کہ 4.5 بلین ڈالر ڈونر کانفرنس میں اعلان کیے جائیں گے جن میں اکثریت مسلم ممالک کی ہو گی اور امریکہ معمولی رقم دے کر فارغ ہوجائے گا کہ میں

نے حصہ ڈال دیا۔ حالانکہ اصل ذمہ داری اس کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں پاکستان بھی افغانستان کی تباہی میں حصہ دار ہے لیکن بالآخر اس نے اپنا رخ بدلنا شروع کر دیا اس نے افغانستان کے عوام کے ساتھ ہمدردی کا اظہار شروع کر دیا۔ اس سے پہلے امریکہ نے ویت نام میں تباہی مچائی تھی لیکن وہاں شکست کے بعد ویت نام کی تعمیرات کے لیے امریکہ کچھ امداد دیتا رہا لیکن یہاں اس کی پالیسی یہ نظر آ رہی ہے کہ افغان طالبان کے ہوتے ہوئے وہ کسی صورت میں مدد کرنے کو تیار نہیں ہے۔ یعنی باقی مدد کرتے رہیں وہ وہاں مبصر کے طور پر موجود رہے گا لیکن وہ آگے بڑھ کر مدد کرنے کو تیار نہیں ہوگا۔ مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ مل کر امریکہ پر پریشر ڈالیں لیکن وہ امریکہ سے خوف زدہ ہیں، سچ نہیں کہہ سکتے۔ چین اور روس اس حوالے سے پریشر ڈال سکتے ہیں لیکن انہوں نے بیانات کی حد تک تو پریشر ڈالا ہے جبکہ عملی طور پر وہ بھی اس کام کے لیے تیار نہیں ہیں کیونکہ افغان طالبان کی حکومت قائم رکھنا شاید ان کی ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔

سوال: افغانستان کی سابق حکومت کی پشت پر انڈیا تھا اور اس کی مدد سے انڈیا افغانستان میں ترقیاتی کام کر رہا تھا۔ اس نے او آئی سی کے اجلاس کے بالمقابل ایک کانفرنس انڈیا میں منعقد کی اور او آئی سی کے اقدامات پر بے چینی کا اظہا کیا۔ یہ لوگ اس معاملے میں کس حد تک جا سکتے ہیں؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ انڈیا نے افغانستان میں بہت زیادہ سرمایہ کاری کی تھی لیکن اس کی سرمایہ کاری کے فوائد صرف کابل تک محدود تھے۔ لہٰذا ان کے ترقیاتی منصوبے ایک دکھاوا تھے جن کے ذریعے وہ اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ 19 دسمبر کو انڈیا میں انڈیا وسط ایشیا ڈائیلاگ کے نام سے ایک کانفرنس ہوئی جس میں پانچ وسطی ایشیا کے ممالک کے وزرائے خارجہ کو بھی بلا لیا اور بات افغانستان پر شروع کی اور اسی دوران حامد کرزئی کا بھی ایک بیان سامنے آیا کہ پاکستان افغانستان کی مدد کرنے کی جو بار بار بات کرتا ہے یہ مداخلت ہے۔ اسے یہ نہیں کرنی چاہیے۔ یعنی ان کو کوئی غرض نہیں ہے کہ افغان عوام کس حالت میں ہیں۔ او آئی سی کے اجلاس میں موجود جتنے ممالک تھے وہ سارے یہ کہہ رہے ہیں کہ فنڈز افغان طالبان کو نہیں دیے جائیں گے بلکہ یہ فنڈز بین الاقوامی اداروں کے نمائندوں کو دیے جائیں گے جو وہاں موجود ہوں گے۔ یعنی وہ سب بھی افغان طالبان کی اسلامی حکومت کے حق میں نہیں ہیں۔ بہر حال یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے لیے انڈیا کسی حد تک بھی جا سکتا ہے۔ افغان طالبان کو دو چیزوں میں بہت احتیاط برتنی پڑے گی۔ ایک انڈیا کے حوالے سے کہ انڈیا اپنے ہم خیال لوگوں کے ذریعے وہاں انتشار اور انارکی پیدا کر سکتا ہے اور دوسرا وہ دہشت گردی کو استعمال کرتا ہے۔ اس حوالے سے افغان طالبان کو الرٹ رہنا پڑے گا۔

سوال: افغانستان میں اسلامی طرز کی حکومت بننے جا رہی ہے تو دنیا کو اسے تسلیم نہیں کر لینا چاہیے اور بالخصوص اسلامی دنیا کو کیا کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک پوری دنیا کا تعلق ہے تو امریکہ اور یورپ اس دنیا کا اہم حصہ ہیں اور کسی اسلامی نظریاتی ریاست کا پھلنا پھولنا امریکہ اور یورپ پر مدر آف بم گرنے کے مترادف ہے۔ وہ ایسی ریاست کو تسلیم کر کے بھی اس کے راستے میں روڑے اٹکائیں گے۔ افغان طالبان بنیاد پرست مسلمان ہیں جو ہر چیز کو شریعت کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں پاکستان تو ابھی تک اسلامی ریاست بنا ہی نہیں، صرف مسلمان ملک بنا ہے۔ امریکہ میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں کہا گیا کہ جب پاکستان بنا تھا تو ہم نے اس کے نقشے پر ریڈ کراس لگا دیا تھا کہ یہ ایک نظریاتی ریاست ہے لہٰذا اس کو پھلنے پھولنے نہیں دینا۔ حالانکہ اس وقت انہوں نے پاکستان سے ظاہری طور پر دوستی کی ہوئی تھی اور چند سال کے لیے ساتھ بھی دیا۔ اسی طرح ایوب خان کے مشیر قدرت اللہ شہاب جب ہالینڈ میں پاکستان کے سفیر بنائے گئے تو انہیں یورپی ملک کے ایک سفیر نے بتایا کہ امریکہ اور سوویت یونین آپس میں بدترین دشمن ہیں لیکن وہ پاکستان کے حوالے سے ایک ہی رائے رکھتے ہیں کہ اس کو پھلنے پھولنے نہیں دینا۔ بہر حال افغانستان میں اسلامی حکومت تو انہیں بالکل گوارا نہیں ہے۔ وہاں وہ جو مدد کرنا چاہتے ہیں تو اس میں بھی ان کا اپنا مفاد ہے۔ کیونکہ اگر افغانستان میں کسی انسانی المیہ کا مسئلہ بنتا ہے تو اس کے اثرات یورپ تک جائیں گے اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ یہاں کے لوگ بمشکل زندہ رہ سکیں اور اتنی ہی وہ مدد کریں گے۔ جہاں تک اسلامی ممالک کا تعلق ہے تو اصولی طور پر ہونا یہ چاہیے تھا کہ جونہی افغان طالبان کابل میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے ملک کو آزاد کروا لیا تھا تو مسلمان ممالک کو پے در پے افغانستان کو تسلیم کرنا شروع کر دینا چاہیے تھا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا اور مسلمانوں کی متحدہ آواز دنیا میں نہیں گونج سکی۔ اس سے امت مسلمہ میں ایک کمزوری آئی اور اس کا فائدہ مسلمانوں کے دشمن ہی اٹھائیں گے۔

سوال: اگر مسلم ممالک نے افغانستان کو تسلیم نہیں کیا تو اب ہمارے پاس کیا آپشن ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت امریکہ اور یورپ کا اپنے مفادات کی وجہ سے روس اور چین سے تصادم ہے اور دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔ چونکہ امریکہ طالبان کا دشمن ہے لہٰذا چین اور روس کسی حد تک چاہتے ہیں کہ افغان طالبان کی حکومت مضبوط ہو۔ مسلم ممالک کو چاہیے تھا کہ وہ چین اور روس کو قائل کرتے کہ وہ افغانستان کو تسلیم کریں۔ اگر چین اور روس تسلیم کرتے ہیں تو ساتھ پاکستان تسلیم کر لے اور چونکہ آج دنیا میں اتحادوں کی سیاست ہو رہی ہے، کئی بلاک اور عسکری اتحاد بن رہے ہیں لہٰذا یہاں بھی اسے گروپ کی شکل میں تسلیم کرنا پڑے گا۔

سوال: چین طالبان کو کیوں تسلیم نہیں کرتا؟

ایوب بیگ مرزا: چین کے بہت سارے مقاصد تسلیم کیے بغیر ہی پورے ہو رہے ہیں۔ وہ وہاں سے افغان طالبان کے تعاون سے معدنیات کافی دیر سے نکال رہا ہے بلکہ طالبان کا کابل فتح کرنے سے پہلے جہاں جہاں کنٹرول تھا اس وقت بھی چین وہاں سے معدنیات نکال رہا تھا۔ یعنی اس کی طالبان کے ساتھ پہلے سے انڈرسٹینڈنگ چل رہی تھی۔ پھر بی آر آئی اس کا ایک بنیادی منصوبہ ہے اگر وہ بھی آگے بڑھتا رہتا ہے تو اس کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ البتہ جب اس کے مفادات کو زد پڑے گی تو پھر وہ مجبوراً تسلیم کرے گا۔ اسی طرح کا معاملہ روس کا ہے کہ وہ ان کا ہمسایہ ہے اور وہ امریکہ دشمنی میں طالبان کو تسلیم کر لے گا۔ پاکستان کو تو افغانستان کو ایک نظریے کی بنیاد پر تسلیم کرنا چاہیے اور چین و روس کا ساتھ دینا چاہیے۔ اور دنیا کو بھی motivate کرنا چاہیے اور بتانا چاہیے کہ اگر آپ افغانستان کو تسلیم کرتے ہیں تو اس کے فائدے ہی ہیں نقصان نہیں ہے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کرو!!!

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

یہ 16 اگست 2021ء ہے اور طالبانِ افغانستان فرعونِ وقت امریکہ اور اس کے 48 حواریوں کو شکستِ فاش دے کر کابل میں فاتحانہ داخل ہو گئے ہیں۔ امریکہ کی کٹھ پتلی حکومت کے اہلکار بمع اشرف غنی افغانستان سے فرار ہو چکے ہیں۔ افغان عوام گزشتہ بیس سال سے پس رہے تھے۔ انہوں نے طالبان کو خوش آمدید کہا اور بغیر کسی بڑی مزاحمت کے پورے افغانستان پر طالبان کا قبضہ ہو گیا۔ حالات پر قابو پاتے ہی طالبان نے امارت اسلامیہ کے قیام کا اعلان کر دیا۔ یہ ان کا حق تھا کہ ساری مہذب دنیا فوری طور پر امارت اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کرتی مگر تمام اخلاقی وتہذیبی اقدار کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دنیائے کفر نے ایک جائز اسلامی ریاست کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ اس کی مخالفت شروع کر دی۔

عالم کفر کا یہ رویہ غیر اخلاقی اور غیر منصفانہ ہونے کے باوجود سمجھ میں آتا ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اسلامی نظام پر مبنی کوئی ریاست دنیا میں قائم ہوگئی تو ان کے خود ساختہ باطل نظام کے لیے یہ پیغام موت ہوگی۔ لہٰذا ان کی مخالفت قابل فہم ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں جو نظام رائج ہے وہ باطل ابلیسی نظام ہے اور ابلیس کی یہ سرتوڑ کوشش ہے کہ:

ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذر! آئینِ پیغمبر سے سوبار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور وخاقاں، نے فقیر رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب

(ابلیس کی مجلس شوریٰ از علامہ اقبال)

ہمارے لیے یہ بات ناقابل فہم ہے کہ دنیائے اسلام نے بھی امارت اسلامیہ کو تسلیم کرنے کی بجائے پہلے وسیع البنیاد حکومت کے قیام کا لایعنی مطالبہ کرنا شروع کیا اور تاحال اسے تسلیم کرنے سے مسلسل گریز کیا جارہا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ عالم اسلام نے نائن الیون کے بعد امریکہ کی جارحیت کے سامنے طالبان کو اکیلے چھوڑ کر بہت بڑا جرم بلکہ ظلم کیا تھا۔ اب یہ وقت تھا کہ تمام مسلم ممالک آگے بڑھ کر امارت اسلامیہ کو تسلیم کر کے اس کی تلافی کرتے مگر یہ موقع بھی انہوں نے گنوا دیا۔ جن مسلم ممالک نے طالبان کے خلاف امریکہ کا ساتھ دیا تھا ان پر تو لازم ہے کہ وہ اپنے اس گناہ عظیم کا کفارہ ادا کریں اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ وہ فوری طور پر امارت اسلامیہ کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں۔ ان میں سے پاکستان اور ترکی کو پہل کرنی چاہیے۔ پھر سعودی عرب آگے بڑھے اور اپنی اب تک کی کوتاہی کی تلافی کرے۔

سعودی عرب پر پوری امت کی ذمہ داری ہے۔ سعودی حکمران اس مقام کے والی ہیں جہاں سے اس امت کی تاسیس ہوئی تھی۔ موجودہ سعودی قیادت کو ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔ وہ یہودی ونصرانی ایجنڈے پر جس طرح عمل پیرا ہو رہے ہیں اور ابلیسی نظام کے لیے جس طرح راہیں ہموار کر رہے ہیں، ان کا یہ طرزِ عمل انہیں اس دنیا میں بھی رسوا کرے گا اور ساقی کوثر کے سامنے بھی ذلت کا باعث بنے گا۔ سعودی عرب کو رسول ﷺ کی امت کو منقسم کرنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کر کے ساری امت مسلمہ کو ترغیب دے کہ وہ بھی جلد از جلد اپنی ذمہ داری پوری کریں۔

امریکہ اخلاقی اعتبار سے تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے۔ اس نے گوانتاناموبے میں بے قصور قیدیوں پر جو مظالم ڈھائے ہیں اور انسانی حقوق کی جو خلاف ورزیاں کی ہیں ان کی بنا پر وہ اپنے وجود کا جواز کھو بیٹھا ہے۔ عنقریب اللہ اس کو بڑے عذاب سے دوچار کرے گا۔ اس کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس کی کئی ریاستیں عذاب کی لپیٹ میں ہیں۔ ریاست کینٹکی کے گورنر نے اعتراف کر لیا ہے کہ یہ طوفان (ٹارنیڈو) امریکی تاریخ کا طویل ترین طوفان ہے۔ انہوں نے کہا میں دعا کر رہا ہوں کہ جانی نقصان زیادہ نہ ہو۔ گورنر نے مزید کہا: ’’کاش مجھے معلوم ہوتا، میں سمجھ سکتا یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ حقیقتاً خدا ہی کا کام ہے۔‘‘

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم نے بالکل درست کہا ہے کہ ’’امریکی جنگ ہمارے لیے تاریک دور اور قابل شرم تھی۔‘‘ اس اعتراف حقیقت کے بعد ان پر لازم ہے کہ وہ پوری قوم کی طرف سے کفارہ ادا کریں اور امریکہ کی خدائی کا انکار کریں۔ یہ وقت ہے کہ امریکہ کی بے ایمانی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے امارت اسلامیہ افغانستان کو تسلیم کرنے کا فوری طور پر اعلان کریں۔ ہماری مذہبی سیاسی جماعتوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ پوری شدت سے یہ مطالبہ لے کر اٹھیں اور حکومت کو مجبور کریں تاکہ وہ بلا تاخیر امارت اسلامیہ کو تسلیم کرے۔

اس وقت مولانا فضل الرحمن اور امیر جماعت اسلامی سراج الحق کی طرف عوام کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں۔ وہ آگے بڑھیں اور حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ مزید تاخیر کیے بغیر امارت اسلامیہ کو تسلیم کرے۔ ایک خبر کے مطابق مختلف مکاتب فکر کے علماء نے ’’دیر آید درست آید‘‘ کے مصداق امارت اسلامی افغانستان کی حمایت میں مہم چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ ملک کے طول وعرض میں تمام خطیب حضرات جمعہ کے اجتماعات میں عوام کی آگاہی کے لیے یہی موضوع بیان کریں تاکہ عوامی حمایت کے ساتھ حکومت کو اس مسئلے کی اہمیت کا احساس دلایا جائے۔

❁❁❁

حضرت اُمِّ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا (49)

فرید اللہ مروت

اُمِ ورقہ بنت عبداللہ ؓ قبیلہ انصار کی ایک صحابیہ تھیں۔ حضور اکرم ﷺ ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے آپؓ کی زندگی میں آپؓ کو شہادت کی بشارت دی اور ان کو شہیدہ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

نام ونسب:

نام معلوم نہیں، اُمِ ورقہ کنیت تھی۔ باپ کا نام عبداللہ تھا اور جدِ اعلیٰ کا نوفل۔ چنانچہ لوگ انہیں اُمِ ورقہ بنتِ عبداللہ ؓ اور اُمّ ورقہ بنتِ نوفل دونوں طرح پکارتے تھے۔ حافظ ابن حجر ؒ نے ''الاصابہ'' میں ان کا سلسلۂ نسب اس طرح لکھا ہے: اُمِ ورقہ بنتِ عبداللہ ؓ بن حارث بن عویمر بن نوفل۔

اسلام:

ہجرتِ نبوی کے بعد شرفِ اسلام اور حضور ﷺ کی بیعت سے بہرہ ور ہوئیں۔ اس کے بعد انہوں نے بڑے ذوق وشوق سے حضور ﷺ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ ابن اثیر ؒ نے لکھا ہے کہ انہوں نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

شہادت کی تمنا:

غزوۂ بدر کی تیاری ہونے لگی تو انہوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے بھی اس غزوہ میں اپنے ہمراہ لے چلیے، میں زخمیوں کی خدمت اور مریضوں کی دیکھ بھال کروں گی، شاید اللہ تعالیٰ مجھے راہِ حق میں شہید ہونے کی سعادت بخشے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم گھر ہی میں رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں یہیں شہادت نصیب کرے گا۔'' انہوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کی تکمیل کی اور غزوہ پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ذوقِ تلاوت:

آپ ؓ قرآنِ پاک کی حافظہ اور بہترین قاریہ تھیں۔ آپؓ رات کے وقت گھر میں تلاوت کیا کرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق ؓ جب رات کو گشت کرتے تو آپؓ کی تلاوتِ قرآن سماعت فرماتے تھے۔

آؤ شہیدہ کے گھر چلیں:

علامہ ابن اثیر ؒ نے اُسدُ الغابہ میں بیان کیا ہے کہ سرورِ عالم ﷺ ان پر بے حد شفیق تھے۔ کبھی کبھی بعض صحابہ کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ ''آؤ شہیدہ کے گھر چلیں۔'' عہدِ رسالت سے متعلق ان کے اسی قدر حالات معلوم ہیں۔

شہادت

حافظ ابنِ حجرؒ کا بیان ہے کہ حضرت اُمّ ورقہ ؓ نے اپنے ایک غلام اور ایک لونڈی سے وعدہ کیا کہ ''میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو'' ان بدبختوں نے جلد آزاد ہونے کے لیے ایک رات کو چادر سے اس نیک سیرت اور بلند کردار خاتون کا گلا گھونٹ دیا اور دونوں فرار ہو گئے۔ صبح کو حضرت عمر فاروق ؓ نے لوگوں سے کہا کہ آج خالہ اُمِ ورقہ ؓ کے قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آئی، معلوم نہیں ان کا کیا حال ہے؟ اس کے بعد حضرت اُمِ ورقہ ؓ کے گھر گئے، دیکھا کہ مکان کے ایک گوشہ میں چادر میں لپٹی بے جان پڑی ہیں۔ سخت غمزدہ ہوئے اور فرمایا ''اللہ کے رسول ﷺ سچ فرمایا کرتے تھے کہ شہیدہ کے گھر چلو۔'' اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور یہ خبر بیان کی۔

ملزمان کی گرفتاری اور سزائے موت:

امیر المؤمنین نے غلام اور لونڈی دونوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ وہ گرفتار ہو کر آئے اور امیر المؤمنین کے حکم کے مطابق انہیں اس بھیانک جرم کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اہلِ سیر نے لکھا ہے کہ یہ دونوں وہ پہلے مجرم تھے جن کو مدینہ منورہ میں سولی دی گئی۔

ابنِ سعدؒ کا بیان ہے کہ حضرت اُمِ ورقہ ؓ نے حضور ﷺ سے کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں لیکن کسی دوسری کتاب میں ان کی روایتِ حدیث کا ذکر نہیں آیا۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر کشمیری بٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم فل ای ایل ٹی، قد 3-5 کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4053444

موت العالِم موت العالَم

مولانا یوسف اصلاحی کا انتقال

عالم اسلام کے معروف عالم دین، مصنف، محقق، مفسر، داعی اور مبلغ جناب مولانا محمد یوسف اصلاحی اس دارِفانی سے کوچ کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا نے اپنی طویل زندگی کا بڑا حصہ دعوتِ دین کے کاموں میں صرف کیا۔ مولانا کی کم وبیش 60 چھوٹی بڑی تصانیف اہل علم کے حلقوں میں بہت مقبول ہوئیں جن میں مشہور ''آدابِ زندگی' قرآنی تعلیمات' آسان فقہ' روشن ستارے اور ختم نبوت قرآن کی روشنی میں جیسی کتب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا 9 جولائی 1932ء کو اٹک میں پیدا ہوئے اور 21 دسمبر 2021ء کو 89 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اصلاحی صاحب کے مزاج میں عاجزی وانکساری اور ملنساری تھی۔ مولانا مرحوم کا بنیادی موضوع قرآن کریم تھا۔ قرآنی تعلیمات پر آپ کی کئی تصانیف ہیں۔

25 سال کی عمر میں جماعت اسلامی ہند میں شامل ہوئے۔ انہوں نے ایک ماہنامے پہلے 'ذکریٰ' اور بعد میں 'ذکریٰ جدید' کے نام سے نئی دہلی سے اجراء کیا۔

مولانا نے مسلمان بچیوں اور خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے ایک ادارہ 'جامعۃ الصالحات' قائم کیا۔

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

دگرگوں ہے جہاں......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اقبال بہت کچھ کہہ کر رخصت ہوئے ؎

کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

جو تصاویر انہوں نے دھندلی دکھائی تھیں، وہ ایک ایک کر کے (ہمہ نوع) کھلتی چلی جا رہی ہیں۔ صرف جہازوں ٹرینوں کی ہی برق رفتاری نہیں، وقت اور حالات وواقعات کی برق رفتاری ہوش گم کیے کر دیتی ہے۔ ایک طرف افغانستان میں 15 اگست 2021ء میں تاریخ نے جو ورق الٹا، اس نے پوری دنیا پر سکتہ طاری کر دیا۔ امریکا اچانک رولر کوسٹر کے برق رفتار جھولے پر بیٹھا گھومتے دماغ کے ساتھ 15 دن جھٹکے کھاتا 31 اگست کو امریکا جا اترا واپس۔ اب تک سبھی ادارے، تھنک ٹینک، دانشور، سیاست دان بیٹھے جمع تفریق کر رہے ہیں۔ 'دی نیویارکر' امریکا کا معتبر ماہانہ میگزین، 10 دسمبر 2021ء کی طویل رپورٹ میں غیر شائع شدہ دستاویزات کے ایک خزانے کی بنیاد پر افغانستان میں مغربی حمایت یافتہ حکومت کے خاتمے کو غلط اندازوں، خودفریبی، زعم اور گھمنڈ کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔

خود امریکی حکومت نے ایک کمیشن قائم کیا ہے اعلیٰ ترین سطح پر جو ایک سال میں شکست کے اسباب پر عبوری رپورٹ اور تین سال میں مفصل رپورٹ دے گا۔ اگرچہ 20 سالوں میں امریکا نے کاغذ کازیاں بھی اسلحے سے کچھ کم نہ کیا! رپورٹیں بناتے، مٹاتے، سنوارتے پھیلاتے ہر ادارے نے اس جنگ پر کیا کچھ نہ لکھ مارا۔ طالبان ہر مادی، کاغذی، برقی، عسکری سہولت سے عاری قطار اندر قطار چیونٹی کی طرح محنت کرتے ہاتھی کے ہر بن مو میں گھس گئے اور اسے چاروں شانے چت کر دیا۔ زمینی آفت اگر یہ بنے تو اتنی ہی آسمانی آفات اب پے در پے ٹوٹی پڑ رہی ہیں۔ کیا امریکا ناکام ہو گیا؟ اسلام پر عسکری یلغار میں بدترین ذلت آمیز شکست کھانے والے مغرب نے حرمین شریفین کی پاکیزہ سرزمین، اسلام کے قلب میں ثقافتی، تہذیبی تند و تیز حملہ کر کے امت کو روحانی سطح پر لہولہان کر کے رکھ دیا ہے۔ سعودی عرب پر لگائے یہ چرکے 2019ء سے شروع ہونے والے موسیقی کے میلوں کی صورت ظاہر ہونے لگے۔ 2021ء میں 19 دسمبر سے چار روزہ موسیقی کی گھن گرج، رقص وسرود، مکمل اختلاط، عیش وطرب، مارجوآنا (منشیات کی قسم) اور نشے میں لہکتے جوانوں کی ہمہ نوع بدلباسی سامنے آئی۔ میلے نے پورے عالم اسلام کی ساری حدیں، ریکارڈ توڑ ڈالے۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

جس سرزمین سے روس کے خلاف جہاد میں رئیس زادے اپنی دنیا تج کر آخرت کے سوداگر بن کر سر کٹانے افغانستان جا اترے تھے آج اسی سرزمین پر حیا باختگی کے اس بھاری بھرکم فیسٹیول میں 7 لاکھ 32 ہزار نوجوان لڑکے لڑکیاں 4 دن رقصاں رہے۔ صورتیں، سوانگ، حلیے، رنگ سبھی شیاطین برسرزمین ناچ رہے تھے۔ دل ہر ذرہ میں غوغائے رستاخیز ہے ساقی! ریاض کے نواح میں برپا اس طوفان کا نام "MDL BEAST SOUND STORM" یعنی مڈل ایسٹ کی بجائے مڈل بیسٹ (درندہ، وحشی جانور/ قابل نفرت انسان لغت میں) آواز کا طوفان رکھا ہے۔ یقیناً روحانیت اور پاکیزگی کی طویل تاریخ کی امین سرزمین پر تیز ترین موسیقی پر رقصاں حرص وہوس کی درندگی کا طوفان برپا کیا گیا۔ اس میں دنیا بھر کے نامی گرامی بھانڈ، گویے نچے، ماڈل اکٹھے کیے گئے۔ زخموں پر نمک پاشی کا سامان مزید یہ تھا کہ بلوم برگ 19 دسمبر کی رپورٹ میں لکھا ہے: 'یہ سعودی عرب ہے! یہ صرف اس وقت پتا چلا جب 5 منٹ کی 'اسلامی پکار'، اذان کے لیے وقفہ ہوا، جس کے نتیجے میں پھٹی (فیشن کی بنا پر)، پھنسی جینز پہنے نوجوان (مرد وزن) خاموش ہو گئے۔ 15 منٹ کے اندر مذہبی فریضہ (نماز) ادا ہو گیا اور ہزاروں لاکھوں (روزانہ تقریباً ڈیڑھ دو لاکھ حاضری تھی) عیش وطرب منانے کو لوٹ آئے۔ جہاں 5 سال پہلے مردوزن کا مخلوط رقص سوچا بھی نہ جا سکتا تھا چند ہی سالوں میں محمد بن سلمان نے ممکن بنا دیا۔ عورتوں کی ڈرائیونگ کی اجازت ملی، اختلاط کی ممانعت کا خاتمہ ہوا۔ مذہبی پولیس جو سڑکوں گلیوں میں ریسٹورانوں کو موسیقی چلانے پر جرمانے کرتی تھی، ختم کر دی گئی۔ ریاض کے اس موسیقی میلے کو کامیاب بنانے کے لیے باقی سبھی سرگرمیاں بند کر دی گئی تھیں۔ تنقید کا یارا کسی کو نہیں! شہزادہ فہد السعود جو اس تماشے کے مطابق ملبوس تھے، انہوں نے اسے ترقی کا نام دیا' مغرب، اگرچہ ترقی کے ان اعلیٰ ترین نمونوں کے علی الرغم افغانستان کے پیوندزدہ، پسماندہ سپاہیوں کے ہاتھوں زخم چاٹتا گھر لوٹا۔ ترقی کی قلعی کھل گئی! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی ایران، روم کی بڑی طاقتوں کے برج اسی ریاض کے گردونواح سے اٹھنے والے خرقہ پوشوں نے الٹ کر رکھ دیے تھے۔ ان کی موجودہ نسل بہک بھٹک کر شیطانی گردابوں میں جا پھنسی۔

متاع دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی!

آج وہاں گینز بک ورلڈ ریکارڈ کے پچھلے سارے ریکارڈ توڑتا سب سے بڑا اسٹیج ناچنے مٹکنے کو بنایا گیا ہے! فاعتبروا!!

پاکستان اس مذکورہ بالا ترقی میں کچھ کم نہیں۔ پاکستانی سیاست میں ن لیگ کا بھاری بھرکم خاندان جلاوطنی کے دور میں بادشاہت، شہزادگی کی خو بو وہاں سے لے آیا تھا۔ مسائل میں گھرا پاکستان کا ہر شعبہ، ہر انسان، اور خود مقدمات میں الجھا نواز شریف کا پورا خاندان۔ تاہم ان کے شہزادے جنید صفدر کی شادی ایک طویل دورانیے کی گلیمر بھری لامتناہی فلم بن کر پاکستان کی ہر چھوٹی بڑی اسکرین، سوشل میڈیا، ٹی وی چینلز اور اخبارات پر ڈھول پیٹتی رہی۔ 23 اگست کو لندن میں شروع ہوئی۔ دسمبر کے اواخر کو جا پہنچی۔ بڑے بڑے ڈریس ڈیزائنروں کے نام، جنہوں نے جلوہ گران شریف خاندان کا ایک ایک ٹانکا بہ صد اہتمام بھرا تھا۔ قندیلوں کی طرح جگمگاتے بھاری بھرکم پہناوے۔ شادی کیا تھی، اس میں فیشن شوز، ریمپ پر کیٹ واک، محافل موسیقی، انڈین فلمی گانوں کے تڑکے، ماڈلنگ سبھی

کچھ یکجا تھا۔ مریم نواز کے لیے ان کے فوٹوگرافر کا یہ جملہ تعریف وتحسین نہیں، سیاسی قیادت کی تمنائی خاتون کے لیے حیا سوز ہے۔ ’مریم نواز ایک ماڈل ہوسکتی ہیں۔ کیمرہ انہیں بے پناہ پسند کرتا ہے۔‘ قیادت کے منصب کے لیے عدالت در عدالت حق مانگتے خاندان نے معاشرے کو شادی بیاہ کی رسومات میں کروڑوں کے اسراف کی راہ دکھائی۔ پس پردہ بے نامی اکاؤنٹس، آف شور کہانیاں، ہائی پاور کرپشن کی سرسراتی داستانوں سے عہدہ برآ تو ہو لیتے۔ پھر قوم کی بیٹی، بیٹے نگاہ خیرہ کن رنگ برنگی تقریبات میں سرتال کے جادو جگاتے، 15 دن کی یہ بے بہالگژری میں پانی کی طرح پیسہ بہاتے تو کم انگلیاں اٹھتیں۔ قوموں کی ترقی کے یہ تصورات اگر سرزمین حرم اور ایٹمی مملکت خداداد کے بن چکے ہیں تو امت کا اللہ ہی محافظ ہے۔ ہم نے لٹیا ڈبونے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ فلموں ڈراموں کی مصنوعی دنیا میں جی بس رہے ہیں۔ یہی ہمارا مبلغ علم اور سب سے بڑا غم رہ گیا ہے۔ ملک کا خدانخواستہ دیوالیہ پٹ چلا ہے ہمیں ڈھول بتاشوں سے فرصت نہیں۔ تینوں بڑی پارٹیاں ایک ہی رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ چند دن پہلے وزیر اطلاعات کی اہلیہ کے تیار کردہ عروسی ملبوسات پر جلوؤں کا میلا لاہور میں سجا!

سینیٹر مشتاق احمد (جماعتِ اسلامی) نے ایک اور راز کھلوا دیا۔ وہ یہ کہ پاکستان انصاف کی فراہمی میں 180 ممالک میں سے 124 ویں نمبر پر ہے۔ ججوں کی مراعات البتہ دنیا کے ٹاپ سے دسویں نمبر پر ہیں۔ نظر اٹھا کر افغانستان میں فراہمیٔ انصاف کی شفافیت، سرعت اور قہوہ پیتے درخت تلے بیٹھے شریعت کی بنیاد پر فوری فیصلے دینے والوں کو دیکھ لیجیے۔ فیصلے کے بعد مدعی اور مدعا علیہ صلح صفائی سے گلے مل کر رخصت ہو لیتے ہیں۔ جرائم کی شرح کمترین سطح پر چلی گئی ہے۔ تمام تر معاشی پابندیوں، سخت ترین معاشی حالات، دبوچے قومی خزانے (امریکا کے ہاتھوں) کے باوجود کرنسی ہمارے مقابلے میں بدرجہا مستحکم ہے۔ امن وامان ہے۔ عورت محفوظ ومامون ہے۔ مغرب کی سوئی عورت کی آزادی پر اٹکی ہے۔ اصل مسئلہ عورت کے لباس کے زیادہ ہونے کا ہے۔ بازاروں کے (عورت نظر نہ آنے پر) ویران ہو جانے کا ہے۔ باوجود یہ کہ وہ ملازمت بھی کر رہی ہے، تعلیم بھی جاری ہے۔ عزت محفوظ ہے۔ امریکا یورپ کے ہراسمنٹ اور عورت پر حملے کے اعداد وشمار سامنے لائیے،

موازنہ حقائق کھول دے گا۔ عورت سے حقیقی ہمدردی ہے تو افغان اثاثے انہیں لوٹا دو تا کہ بھوک سے بلکتی ماں اور بچہ آسودہ ہوں۔ افغانستان کو تسلیم کر کے سفارتی تنہائی اور معاشی ناکہ بندی ختم کرو۔ دنیا بھر کے مسلم عوام خود اپنے مسلمان بھائیوں بہنوں بچوں کی امداد کے لیے کافی ہوں گے۔ کیا غضب ہے کہ بھوکے مسلمان کو نوالہ دینا دہشت گردی کی مالی امداد (ٹیرر فنانسنگ) کہلائے۔ مودی کے جنونی ہندو جتھے، اسرائیل کی مسلم کش ریاست، برما سری لنکا کے بدھ پوری دنیا سے امداد پا کر ظلم وقہر کی حدیں توڑتے رہیں۔

او آئی سی کا حالیہ اجلاس خوش آئند رہا۔ افغانوں سے ہمدردی، معاشی امداد کی تجاویز اور وعدے تو ہیں مگر ضرورت فوری امداد کی تھی۔ ٹرسٹ فنڈ مارچ تک متحرک ہوگا۔ سردی اور غذائی کمی میں افغان سسکتے رہیں گے؟ کون جیتا ہے......! او آئی سی کا ریکارڈ فلسطین کشمیر پر قابلِ رشک نہیں؟ افغان وزیر خارجہ نے بند سیشن میں اپنا مؤقف بھی پیش کیا ہے۔ اللہ کرے کہ عملاً یہ سب ممکن ہو تا کہ پاکستان گزرے بیس سالوں کا کفارہ ادا کر پائے۔

میں نے یہ قصہ کہا اس لیے ہو کر مجبور
جو ترا فرض ہے وہ یاد دلاؤں تجھ کو

دعائے مغفرت
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ کراچی شمالی، شادمان ٹاؤن کے مبتدی رفیق جناب رشاد سراج وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 021-36630111

☆ حلقہ کراچی شمالی، فیڈرل بی ایریا کے ناظم تربیت محترم عاطف محمود کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-2650677

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے امیر محترم شاہد حفیظ چودھری کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-9246196

☆ حلقہ کراچی شمالی، شادمان ٹاؤن کے ناظم تربیت محترم حامد ضیاء کے سسر وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0321-2226020

☆ مقامی تنظیم جڑانوالہ کے امیر جناب اصغر صدیقی کے بہنوئی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0333-5772414

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں
ان شاءاللہ

”قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد“ میں
16 تا 22 جنوری 2022ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور
زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

21 تا 23 جنوری 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مندرجہ ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ اسلام کا انقلابی منشور (سماجی، معاشی اور سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء ومعاونین پروگرام میں شریک ہوں۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7914988 / 041-8732325

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-78

او آئی سی اور امارت اسلامی افغانستان

رفیق چودھری

سعودی عرب کی تجویز اور پاکستان کی میزبانی میں اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) کے رکن ممالک کے وزرائے خارجہ کا 17واں اجلاس 19 دسمبر 2021ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوا جس میں طالبان حکومت کے وزیر خارجہ امیر خان متقی اور او آئی سی کے سیکریٹری جنرل سمیت 30 ممالک کے وزرائے خارجہ، نائب وزرائے خارجہ یا وزرائے مملکت نے اپنے ملکوں کی نمائندگی کی۔ اس کے علاوہ اس اجلاس میں اقوام متحدہ، یورپی یونین، عالمی مالیاتی اداروں، علاقائی و بین الاقوامی تنظیموں، جاپان، جرمنی اور دیگر نان او آئی سی ممالک کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اجلاس کے مشترکہ اعلامیہ میں پر امن، مستحکم، متحد اور خود مختار افغانستان کے لیے افغان عوام سے اظہار یکجہتی کا اظہار کیا گیا، اقوام متحدہ کے اداروں اور او آئی سی کے تعاون سے افغانستان میں امدادی سرگرمیاں جاری رکھنے پر زور دیا گیا، عالمی برادری سے افغانستان کے شہریوں اور افغان پناہ گزینوں کو پناہ دینے والے ممالک کی فوری امداد کا مطالبہ کیا گیا، شرکاء نے عالمی برادری، اقوام متحدہ، سکیورٹی کونسل سے متفقہ مطالبہ کیا کہ عالمی پابندیاں انسانی امداد کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننی چاہئیں۔ اجلاس میں افغانستان فوڈ سکیورٹی پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اسلامک آرگنائزیشن فار فوڈ سکیورٹی (IOFS) سے درخواست کی گئی کہ جب ضروری ہو، تنظیم کے غذائی تحفظ کے ذخائر کی صلاحیت کو استعمال کرتے ہوئے اس سلسلے میں ضروری اقدامات کیے جائیں وغیرہ۔

بظاہر افغانستان کے معاملے پر او آئی سی کے اس اجلاس کا انعقاد بڑا خوش آئند اور حوصلہ افزا معلوم ہوتا ہے جس سے یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ عالم اسلام نے مل کر افغانستان کو معاشی بحران سے نکالنے کی ایک مشترکہ کوشش کا آغاز کر دیا ہے لیکن تصویر کا دوسرا رخ بتا رہا ہے کہ او آئی سی کا یہ اجلاس اور افغانستان سے تعاون کے یہ تمام وعدے اور دعوے اُسی بین الاقوامی ایجنڈے اور پالیسی کا ہی تسلسل ہیں جس کو نائن الیون کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادی بیس سال سے افغانستان پر مسلط کرنے کی کمر توڑ کوشش کر چکے ہیں۔ پہلے تو بیس سال جنگ مسلط کر کے افغانستان پر دجالی ایجنڈے کے نفاذ کے لیے تمام تر وسائل بروئے کار لائے گئے، افغانستان کی اسلامی حکومت کو ختم کر کے سرمایہ دارانہ نظام کا ڈھانچہ قائم کیا گیا، مخلوط تعلیم، سیکولر نصاب اور میڈیا کے ذریعے افغان عوام کو اسلام سے دور کر کے کیپیٹلزم کی چھتری تلے لانے کی پوری کوشش کی گئی لیکن جب دیکھا کہ افغانستان کی آزاد اور خود مختار عسکریت کو غلام نہیں بنایا جا سکتا اور امریکہ اور اس کے تمام اتحادیوں کو اپنے نظریے اور نظام سمیت افغانستان سے بے دخل ہونا پڑا تو اب پینترا بدل کر ایک نیا اور دجالی ہتھکنڈا آزمانے کی کوشش ہے۔ اس سلسلے میں اول تو امریکہ اور اس کے حواری افغانستان سے بھاگتے ہوئے افغانستان کے تمام مالی وسائل لوٹ کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اور پھر بین الاقوامی میڈیا اور سفارتی محاذ پر خود ہی رونا دھونا شروع کر دیا کہ افغانستان ایک بڑے انسانی المیے کے دہانے پر ہے، بڑے پیمانے پر ہلاکتوں کا خدشہ ہے وغیرہ۔ حالانکہ یہ انسانی المیہ اور ہلاکتوں کا خدشہ اس وقت انہیں نظر کیوں نہ آیا جب بیس سال تک افغانستان پر جنگ مسلط رکھی گئی اور مدر بم انسانی آبادیوں پر پھینکے گئے اور افغانستان کو تورا بورا بنانے کی دھمکیاں دی گئیں۔ اب اگر واقعی انسانی المیہ سر اُٹھا رہا ہے تو امریکہ افغانستان کے غصب شدہ ساڑھے نو بلین ڈالر واپس کیوں نہیں کر دیتا؟ حقیقت یہ ہے کہ شکست کے بعد امریکہ اور اس کے حواری اپنے دجالی ایجنڈے کے نفاذ کے لیے پینترا بدل کر افغان عوام کی امداد کے نام پر دوبارہ سامنے آ گئے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر افغانستان کی خیر خواہی اور افغان عوام کی فلاح مطلوب تھی تو پھر او آئی سی کے اس اجلاس میں شریک مسلم ممالک نے افغانستان کو تسلیم کرنے کی کوئی بات کیوں نہ کی؟ افغانستان میں ایک صاف اور شفاف اسلامی حکومت قائم کرنے اور اسے مستحکم بنانے پر زور کیوں نہ دیا گیا؟ اسلامی حکومت کے استحکام کے سلسلہ میں افغان طالبان کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوئی بات کیوں نہ کی گئی؟ بجائے اس کے او آئی سی کے اس اجلاس میں افغانستان سے جن اقدامات پر عمل درآمد کا مطالبہ شدومد کے ساتھ سامنے آیا ان میں اولین مطالبہ یہ تھا کہ افغان حکومت اقوام متحدہ اور او آئی سی چارٹر کے تحت انسانی حقوق کی پاسداری اور عملدرآمد کے لیے اقدامات کرے۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ افغان طالبان اسلامی شریعت کی بجائے اقوام متحدہ کے چارٹر پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں جس میں مخلوط اور سیکولر تعلیم، پردے سے آزادی، آزادیٔ نسواں کے نام پر عورتوں کو ماڈلنگ، بے پردگی، شوبزنس میں جانے وغیرہ کی اجازت ہو۔ اسی طرح اس اجلاس میں افغانستان میں شریعت کے نفاذ کا جائزہ لینے کی بجائے نام نہاد انسانی حقوق کا جائزہ اقوام متحدہ کے اداروں کی رپورٹس کی روشنی میں لینے کی بات کی گئی۔

اجلاس کے شرکاء نے اتفاق کیا کہ اس بات کو تسلیم کیا جائے گا کہ افغان عوام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے اور ان مسائل کو حل کرنے کے لیے قانونی بینکنگ سیکٹر تک آسان رسائی پر توجہ دی جائے گی۔ یعنی مشکلات اور انسانی بحران کا ہوا کھڑا کر کے سودی نظام کا راستہ ہموار کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس ضمن میں کہا گیا کہ افغانستان کے لیے ایک انسانی ٹرسٹ فنڈ قائم کیا جائے گا جو اسلامی ترقیاتی بینک کے ماتحت ہو گا۔ یعنی افغان عوام کو جو بھی امداد ملے گی وہ طالبان حکومت کے نظام کے ذریعے نہیں بلکہ براہِ راست بینکنگ نظام کے تحت ملے گی۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ شریعت کے بالمقابل عالمی نظام قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس بات کی تصدیق اجلاس کے اس اعلامیہ سے بھی ہوتی ہے کہ اقوام متحدہ او آئی سی جنرل سیکرٹریٹ، اسلامی ترقیاتی بینک اور انسانی ٹرسٹ فنڈ کے تعاون سے معاشی وسائل اور انسانی امداد کی فراہمی کو یقینی بنائے گا اور اس حوالے سے حکمت عملی وضع کرے گا۔ یعنی امداد کے نام پر جو بھی کھیل کھیلا جائے گا اس کی باگ ڈور نہ تو افغان طالبان کے ہاتھ میں ہو گی اور

نہ ہی او آئی سی کے ہاتھ میں ہوگی بلکہ براہ راست عالمی ایجنڈے کے تحت سب کچھ ہوگا۔ اسی ضمن میں او آئی سی کے رکن ممالک نے بین الاقوامی برادری بشمول اقوام متحدہ، بین الاقوامی تنظیم اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے اپیل کی کہ وہ افغانستان کے لیے ہر ممکن اور ضروری بحالی، تعمیرنو، ترقی، مالی، تعلیمی، تکنیکی اور مادی امداد ’’پالیسی ٹولز کے طور پر‘‘ فراہم کریں۔ بات بالکل واضح ہے کہ جو بھی امداد ملے گی وہ پالیسی ٹولز کے طور پر ہوگی اور اس کا مقصد عالمی ایجنڈے کا نفاذ ہی ہوگا۔ اسی ایجنڈے کے نفاذ کے طور پر سب سے اہم بات جو اس اجلاس میں کہی گئی وہ یہ تھی کہ ممتاز مذہبی اسکالرز اور علماء کے ایک وفد کا اہتمام کیا جائے گا جس کی قیادت انٹرنیشنل اسلامک فقہ اکیڈمی اور دیگر ’’متعلقہ مذہبی‘‘ ادارے کریں گے۔ یہ وفد افغان طالبان کے ساتھ اہم مسائل پر بات چیت کرے گا جیسے کہ رواداری سمیت اسلام میں اعتدال، تعلیم تک مساوی رسائی اور خواتین کے حقوق وغیرہ۔ یعنی یہ وفد اسلام کا ایک ایسا سوفٹ (اور روشن خیال) امیج افغان طالبان کے سامنے متعارف کروائے گا جو امریکہ اور عالمی دجالی ایجنڈے کے لیے قابل قبول ہو اور جس کا نفاذ اس وقت سعودی عرب میں ہوتا نظر بھی آ رہا ہے۔ اسی ضمن میں اجلاس میں افغان طالبان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ایک روڈ میپ تیار کر کے تمام افغانوں بشمول خواتین اور لڑکیوں کی افغان معاشرے کے تمام شعبوں میں شرکت کو تقویت دیں۔ یعنی کھیل کود، شوبزنس، ماڈلنگ، چھوٹی اور بڑی سکرینوں پر جسم کی نمائش تک عورت کی آسان رسائی ہو۔

معلوم ہوا کہ او آئی سی کا یہ اجلاس اور اس کے ذریعے افغان عوام کی امداد اور تعاون کے تمام تر دعوے تصویر کا ایک رخ ہیں جبکہ تصویر کا دوسرا رُخ اتنا ہی بھیانک ہے جتنا افغانستان پر مسلط کی گئی جنگ کے بیس سال بھیانک تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس اجلاس کا مقصد افغان عوام اور حکومت کی مدد کرنا ہے تو پھر شرائط کیوں رکھی جا رہی ہیں؟ جبکہ کم وبیش اسی طرح کی شرائط تو نام نہاد عالمی برادری بھی افغانستان کو تسلیم کرنے کے حوالے سے رکھے ہوئے ہے۔ پھر نام نہاد عالمی برادری اور عالم اسلام کے موقف اور طرزعمل میں کیا فرق رہا؟

جس دن اسلام آباد میں او آئی سی کا اجلاس افغانستان کے مسائل کے حل کے لیے ہو رہا تھا اسی دن انڈیا میں بھی افغانستان میں بحران اور علاقائی روابط کے نام پر ایک ڈائیلاگ ہو رہا تھا جس میں وسطی ایشیائی ممالک کرغزستان، تاجکستان، قزاقستان، ترکمانستان اور ازبکستان کے وزرائے خارجہ شریک ہوئے۔ اس ایک روزہ انڈیا سینٹرل ایشیا ڈائیلاگ میں بھی افغانستان کو بحران سے نکالنے کے لیے کچھ ایسی ہی تجاویز زیر غور تھیں لیکن ساتھ ساتھ کم وبیش ایسی ہی شرائط بھی پیش کی گئیں۔

گویا عالم اسلام سمیت پوری دنیا افغانستان کی مدد کو تیار ہے بلکہ اُتاولی ہے مگر شرط یہ ہے کہ افغان طالبان اپنے نظریہ سے تھوڑا تھوڑا پیچھے ہٹنا شروع ہو جائیں اور عالمی دجالی نظام کے نفاذ کی طرف بڑھنا شروع ہو جائیں۔ یہی مقصد ہمیں نام نہاد عالمی برادری کے مطالبات میں بھی نظر آتا ہے اور یہی مقصد او آئی سی کے اس ’’غیر معمولی‘‘ اجلاس میں اور اس کی قرارداد میں بھی نظر آتا ہے۔ یہ ایجنڈا خود سعودی عرب میں بھی زور وشور سے نافذ ہے اور سعودی عرب کی ہی تجویز پر او آئی سی کا یہ اجلاس بلا کر افغانستان کو بھی ماڈرنائزیشن کی طرف لانے کی کوشش عالم اسلام کا ایک شرمناک عمل ہے۔ ہمارے اسی موقف کی تصدیق افغانستان کے وزیر خارجہ امیر خان متقی کے بیان سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے اجلاس کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے دیا۔ انہوں نے واضح کہا کہ بیرونی دنیا کے افغانستان کے ساتھ امریکہ کی خواہشات کے مطابق تعلقات افغان عوام پر ظلم ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ طالبان حکومت عورتوں اور اقلیتوں کے حقوق کی محافظ ہے لیکن عالمی میڈیا غلط پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا حق ہے کہ ہماری حکومت کو تسلیم کیا جائے لیکن دنیا ہماری جائز حکومت کو تسلیم نہ کر کے ظلم و ناانصافی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

اس ساری صورتحال اور عالم اسلام کے دہرے پن اور منافقت کو دیکھتے ہوئے ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں جو مولانا الطاف حسین حالیؔ نے کہا تھا ؎

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب الہدیٰ اور دین حق دے کر اس لیے کھڑا کیا تھا کہ یہ پوری دنیا پر اللہ کے عدل وانصاف پر مبنی نظام کو قائم کرے لیکن آج اس امت کا عالم یہ ہے کہ دنیا کے ایک کونے میں اسلامی شریعت کے نفاذ کا موقع ملا ہے تو اس کے نفاذ اور استحکام میں مدد کرنے کی بجائے اس طاغوتی ایجنڈے کے ساتھ کھڑی ہے جس کا واحد مقصد اسلام کو دنیا کے ہر خطے سے جڑوں سے اکھاڑنا ہے۔ حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو اسی لیے خبردار نہیں کیا تھا کہ:

’’اے اہل ایمان! اگر تم ان لوگوں کا کہنا مانو گے جنہوں نے کفر کی روش اختیار کی ہے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل واپس لے جائیں گے پھر تم بالکل نامراد ہو کے رہ جاؤ گے۔‘‘ (آل عمران:149)

دراصل او آئی سی کے اس اجلاس میں امریکہ نے سعودی عرب کے ذریعے اس بات کا انتظام کیا ہے کہ اگر امارت اسلامی افغانستان کو عالم اسلام سے بھی کوئی مدد ملتی ہے تو وہ بھی صرف طاغوتی ایجنڈے کے نفاذ کے لیے استعمال ہو۔ قرآن نے اگلی صورتحال کو بھی خوب واضح کر دیا ہے:

’’یقیناً وہ لوگ جو پھر گئے اپنی پیٹھوں کے بل‘ اس کے بعد کہ ان پر ہدایت واضح ہو چکی‘ شیطان نے ان کے لیے (ارتداد کا یہ مرحلہ) آسان کر دیا ہے اور انہیں لمبی لمبی امیدیں دلائی ہیں۔ یہ اس لیے ہوا کہ انہوں نے ان لوگوں سے جنہیں اللہ کا نازل کیا ہوا (قرآن) ناپسند ہے‘ کہا کہ ہم بعض امور میں تمہاری اطاعت جاری رکھیں گے۔ اور اللہ کو ان کی خفیہ باتوں کا خوب علم ہے۔‘‘ (محمد:25،26)

گزشتہ ایک کالم ہم نے ’’افغانستان میں عالم اسلام کا امتحان‘‘ کے موضوع پر لکھا تھا۔ اس کے بعد او آئی سی کے اس اجلاس میں عالم اسلام نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس امتحان میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ اس پر اللہ کے غضب کو مزید بھڑکانے کا اہتمام او آئی سی کے اجلاس کے فوری بعد عالم اسلام کے مرکز سعودی عرب میں بے حیائی کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہمیں عالم اسلام پر پہلے سے زیادہ سختیوں اور آزمائشوں کی توقع رکھنی چاہیے کیونکہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ جو مسلم امت بھی سرکشی میں جس قدر بڑھتی ہے اس پر اسی قدر سختیاں، مصائب اور آلام نازل ہوتے ہیں۔

❁❁❁

Hindu Extremists Target Muslims in India and Academics Abroad

Since Narendra Modi's rise to power in India, Hindutva terrorists now have a state under their control. They use state institutions as well as their own stormtroopers to attack and murder Muslims in India. No reason is needed to launch such attacks. Being Muslim is enough to get killed.The Hindutva brigade's murderous rampage has now extended overseas as well. In September, when a number of US academics held a virtual conference about the threat posed by Hindutva, they received death and rape threats from Hindu extremist groups both in India and the US. Titled 'Dismantling Global Hindutva', the virtual conference held over three days (September 10-12), was co-sponsored by 53 universities.These included such acclaimed institutions as Harvard, Stanford, Princeton, Columbia, Berkeley, the University of Chicago, the University of Pennsylvania and Rutgers. The conference also received letters of support from 1100 academics worldwide as well as 38 Associations of Scholars.

Hindutva supporters in India and the US first tried to exert pressure to have the conference cancelled alleging that it was spreading hatred against Hindus. More than a million emails were sent to participating scholars, laced with vulgar threats. Many of these were spam, indicating a concerted campaign launched by the Hindu fascists.When this failed, they tried to pressure universities, especially Rutgers in New Jersey to dismiss Professor Audrey Truschke. She is a leading scholar who has done much work as part of her specialization in South Asian history studies."She frequently receives hate mail laced with death and rape threats from Hindu nationalists for her work on Muslim rulers of India. In October 2021, she said, she was notified by the Rutgers police about a violent threat made against her on a university phone number. The matter is under investigation," according to the Washington Post.Rutgers University has stood its ground and refused to submit to Hindu extremist threats. While Professor Truschke has to be escorted by armed guards, she refuses to give in to such terror tactics. The repeated smear and misinformation campaigns against scholars have led Professor Truschke and other South Asian scholars from North America to create a guide for academics facing harassment from Hindu nationalists on how to defend themselves and educate others."These right-wing groups have become significantly emboldened and virulent in their attacks over the past few years, deploying standard Hindu nationalist strategies of disinformation campaigns, trolling, threatening and filing lawsuits, intimidation, and pressuring employers. Such attacks seek to silence a wide range of scholars, including those who work on Indo-Muslim history, Hinduism, Kashmir, and, of course, Hindu nationalism," Truschke told VOA.

Scholars involved in the conference say that though individuals had often faced the ire of Hindu nationalists in the past, the concerted effort to shut down the conference was unprecedented. Academics of Indian origin face even greater risks. Not only are they targeted through Hindu extremist hate mail, their families in India also face the wrath of Hindutva terrorists.The struggle for academic freedom continues against enormous odds. It is quite revealing that Western regimes continue to court a fascist like Modi who cut his ideological teeth in the ranks of the Rashtriya Swayamsevak Sangh (RSS), a fascist outfit that openly praises Hitler's Nazi ideology. It wants to replicate Hitler's genocide of Jews against the Muslims.RSS has more than 6 million members who receive regular military training. It has branches in many parts of

members who receive regular military training. It has branches in many parts of the world including the US, Canada and Britain. Massive funds are funneled to India by supporters of this Hindu fascist outfit from the West.

The Modi regime and his Bharatiya Janata Party (BJP) have made the killing of Muslims legitimate. Even before he became prime minister in 2014, Modi had presided over the massacre of nearly 2,000 Muslims in Gujarat state in February 2002 when he was the chief minister. This gory record propelled him into the prime minister's office and revealed the murderous nature of Hindutva ideology that wants to turn India into a Hindu Rashtra (exclusively Hindu state where there is no room for other religions or minorities).Some recent episodes highlight its murderous nature. Take the case of the former foreign minister of India, Salman Khurshid. In a book published in October, he compared Modi's Hindu fascists to 'extremist groups' such as Daesh (ISIS). On November 15, Hindu fascists attacked his house in Nainital, Uttarakhand state. This state is notorious for Hindu extremist violence where churches have also been subjected to arson attacks."They shouted slogans, threw stones, broke several windows, ransacked [the entry] and set fire [to a door]," local police chief Jagdish Chandra told the AFP news agency. The Times of India newspaper reported that the group had set fire to an effigy of Khurshid, fired shots and threatened the daughter-in-law of the caretaker with a gun.If a former foreign minister of India is not safe from Hindu mob attacks, what chance would two young journalists have against the rising tide of Hindu fascism?The arrest on November 14 of two young female journalists SamriddiSakunia and Swarna Jha in the northeastern state of Assam for their coverage of anti-Muslim violence in the neighboring Tripura state has aroused deep concern among parts of the journalistic fraternity. More than a dozen mosques were set on fire and destroyed. While the two female journalists were granted bail the following day, their arrest for merely doing their job points to the atmosphere of intimidation and harassment prevalent in India.The Tripura police called this 'fake news' and filed charges against 102 people, including journalists, for social media posts. The police complaint was lodged by Kanchan Das, member of the Vishwa Hindu Parishad (World Hindu Council or VHP) that is linked to the BJP.

For several decades, India has used the notorious Unlawful Activities (Prevention) Act (UAPA) to silence critics of its brutal policies. This draconian law has been used in Indian occupied Kashmir but other areas are not immune either if state brutality is exposed. Various media organizations condemned the arrest of the two female journalists but the Modi regime and its stormtroopers are unlikely to be deterred.In 2020, the US Commission on International Religious Freedom listed India as a "country of particular concern" for the first time since 2004. The listing continued in 2021. Not surprisingly, the Indian ministry of external affairs dismissed the report as "tendentious" but facts speak for themselves.

Source: ***An article by Zafar Bangash, posted on Crescent International***

ندائے خلافت کی قیمت میں اضافہ

ہمارے قارئین! اِس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ندائے خلافت جو تنظیم اسلامی کا ترجمان ہے، ایک خالصتاً دعوتی وتحریکی رسالہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ اِس کی قیمت کم سے کم رکھی جائے لیکن اب ہوش ربا مہنگائی، کاغذ کی قیمتوں میں اضافے اور طباعت کے بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر جنوری 2022ء سے رسالے کی قیمت 15 روپے سے بڑھا کر 20 روپے کی جارہی ہے۔ علاوہ ازیں سالانہ خریدار حضرات کو اب 600 روپے کی بجائے 800 روپے ادا کرنا ہوں گے۔ ادارہ نے جن حالات میں یہ فیصلہ کیا ہے، اُن کی بنا پر اُمید ہے قارئین اِس فیصلہ کو برضا ورغبت قبول کریں گے اور ندائے خلافت کے ساتھ تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ (ادارہ)

Vol: 31 Regd. No. C.P.L NO.114 No.01

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore